THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Sunday, June 16, 2013
(95^{th} Session)
Volume VII, No. 03
(Nos. 01- 08)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran……………………	1
2.	Leave of Absence…………………………………..	2
3.	Point of Order: Terrorist set Ablaze the Quaid's Residency and Attacked Bolan Medical College, Killed and Injured many Female Students and others.	
4.	Further Discussion on Finance Bill 2013…………..	15
5.	Resolution: Quetta Incident, Killing of Female Students..	48

Printed and Published by the *Senate Secretariat, Islamabad.*

Volume-VII　　SP. VII (03)/2013
No.03　　15

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, June 16, 2013

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty five minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Syed Nayyer Hussain Bokhari) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ ٱللّٰهِ ٱلرَّحْمٰنِ ٱلرَّحِيْمِ۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا۔ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا۔

ترجمہ: اور جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ اس کے لیے (دنیا و آخرت کے رنج و غم (سے) نکلنے کی راہ پیدا فرما دیتا ہے۔ اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا، اور جو شخص اللہ پر توکل کرتا ہے تو وہ (اللہ) اسے کافی ہے، بے شک اللہ اپنا کام پورا کرلینے والا ہے، بے شک اللہ نے ہر شے کے لیے اندازہ مقرر فرما رکھا ہے۔

سورۃ الطلاق: آیات نمبر ۱ تا ۲

Mr. Chairman: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Leave of Absence

جناب چیئرمین: جناب مختیار احمد دھامرا صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 16 جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب کریم احمد خواجہ صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 12 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد یوسف صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 15 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب مشاہد حسین سید صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 16 جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد کاظم خان نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 16 جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: میاں رضا ربانی صاحب، آپ point of order پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

سینیٹر میاں رضا ربانی: جی ہاں- جناب چیئرمین! آپ سے گزارش تھی کہ جہاں تک مجھے علم ہے کہ for giving the recommendations اس کے لیے شاید آج بارہ بجے تک کا وقت ہے- میں نے راجہ صاحب سے بھی بات کی ہے، اگر یہ وقت بارہ بجے کے بجائے دو بجے تک کا وقت کر دیں تو we will be grateful.

Mr. Chairman: Raja *Sahib*, it may be extended?

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq (Leader of the House): It may be extended too.

Mr. Chairman: The time for giving recommendations for the Finance Bill is extended till 2:00 p.m. Now we resume consideration of the following motion moved by Mr. Muhammad Ishaq Dar, Minister for Finance, Revenue, Economic Affairs, Statistics and Privatization, on 12th June, 2013:-

> "That the Senate may make recommendations to the National Assembly on the Finance Bill, 2013, containing the Annual Budget Statement, under Article 73 of the Constitution".

I now give floor to Mr. Farhat Ullah Babar *Sahib*.

سینیٹر فرحت اللہ بابر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم- جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ 2013 پر بات کرنے کا موقع دیا- میں سب سے پہلے قائدِ ایوان محترم راجہ ظفر الحق صاحب کو باضابطہ طور پر on the floor of the House مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ وہ قائدِ ایوان منتخب ہوئے- وہ اس سے پہلے قائدِ حزب اختلاف اور قائدِ ایوان بھی رہ چکے ہیں- مجھے یقین ہے کہ

بحیثیت قائدِ ایوان اس ایوان کی جو شاندار جمہوری روایات ہیں وہ ان کو نہ صرف برقرار رکھیں گے بلکہ ان کو مزید بڑھائیں گے۔ ہماری خواہش تھی کہ آج وزیر خزانہ صاحب بھی یہاں موجود ہوتے لیکن جس طرح ایک روایت چلی ہے کہ وزراء صاحبان تشریف نہیں لاتے، اس لیے میری قائدِ ایوان سے گزارش ہو گی کہ وہ ہماری گزارشات کو سن کر محترم وزیرِ خزانہ صاحب تک پہنچا دیں۔

جناب چیئرمین! میں in one word یہ کہوں گا کہ اس بجٹ سے مجھے مایوسی ہوئی۔ اس لیے مایوسی ہوئی کہ مجھے ذاتی طور پر جناب اسحاق ڈار صاحب بحیثیت وزیرِ خزانہ سے کچھ توقعات تھیں۔ جب expectations ہوں اور reality اس سے مختلف ہو اور جب reality and expectations کے درمیان clash ہو تو پھر frustration ہوتی ہے and that is the reason that I am frustrated and disappointed with the budget. جناب والا! انہوں نے اپنی بجٹ کی تقریر کے آغاز پر جو پہلا جواز بتایا کہ خزانہ خالی ہے۔ میرا خیال یہ تھا کہ وہ اس روایتی بحث سے آگے بڑھ کر بات کریں گے۔ جب محترم اسحاق ڈار صاحب ہماری حکومت کے ابتدائی ایام میں وزیرِ خزانہ تھے تو اگر آپ ان کے April 2008 کے بیانات نکالیں، اس وقت بھی انہوں نے یہی کہا تھا کہ خزانہ خالی ہے۔ جناب والا! خزانے خالی ہوتے ہیں۔ اگر خزانے بھرے ہوئے ہوں تو پھر کوئی تردّد ہی نہیں ہے۔ سیاسی قائدین اور visionary economists کا یہ فرض ہوتا ہے، ان سے یہ توقع رکھی جاتی ہے کہ وہ خالی خزانے ہوتے ہوئے بھی ایسے اقدامات کرتے ہیں، ایسا framework دیتے ہیں کہ خزانے بھر جاتے ہیں۔ جناب والا! اگر خزانہ بھرا ہوا ہوتا تو پھر یہ تردّد ہی نہ ہوتا؛

نشہ پلا کر تو سب کو گرانا آتا ہے
مزہ تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

کمال تو اس وقت ہوتا کہ جب وہ یہ کہتے کہ خزانہ خالی ہے لیکن میں یہ formula دے رہا ہوں۔

جناب چیئرمین! جب ہماری حکومت تھی اور خود بقول اسحاق ڈار صاحب کے خزانہ خالی تھا تو اس وقت سیاسی قیادت نے ایک conceptual framework دیا اور وہ conceptual framework یہ تھا کہ گندم کی قیمت خرید بڑھائی گئی and the result was an economic activity and rural areas میں wealth generate ہوئی۔ سیاسی قیادت نے

ایک vision دیا کہ foreign remittances میں اضافہ کرنے کے لیے کسی قانون یا coercive measure کی ضرورت نہیں ہے بلکہ انہیں incentive دیا جائے۔ انہیں incentives دیے اور US$ seven billion سالانہ سے جب ہماری حکومت جا رہی تھی اس وقت fourteen billion US$ سالانہ ہو گئے تھے۔ یہ vision ہی تھا کہ خزانہ خالی تھا لیکن US$ 25 billion exports ہو گئیں۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ خزانے خالی ہوتے ہیں لیکن آپ کو vision دینا ہوتا ہے، آپ کو framework دینا ہوتا ہے، جس کے نتیجے میں خزانے بھر جاتے ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ وہ vision نہیں دیا گیا۔ خزانہ خالی تھا اور ہماری حکومت نے پہلے سال سرکاری ملازمین کی تنخواہیں25% بڑھائیں، دوسرے سال 20% تنخواہیں بڑھائی گئیں، تیسرے سال 50% تنخواہیں بڑھائی گئیں اور اس طرح تنخواہوں میں total اضافہ 125% ہوا جبکہ ان کے اپنے اعداد و شمار کے مطابق اس دوران 80% inflation رہی تو یہ vision کی بات ہوتی ہے، ideas کی بات ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین! خزانہ خالی تھا لیکن اس کے باوجود ہم نے poverty alleviation کے لیے، غریبوں کے لیے، غریب خواتین کے لیے Benazir Income Support Programme بنایا۔ اس کے لیے ستر ارب روپے رکھے جبکہ خزانہ خالی تھا۔ ہمارے موجودہ وزیر خزانہ صاحب جب بجٹ پیش کررہے تھے تو پتا نہیں کس ترنگ میں آ کر انہوں نے اس میں یہ improvement کی کہ بے نظیر شہید کا نام نکال دیا۔ جناب والا! محترمہ شہید بے نظیر بھٹو کو اپنے نام کی بقا کے لیے اس طرح کی چیزوں کی ضرورت نہیں ہے، she has transcended beyond these things, وہ تو لوگوں کے دلوں میں رہتی ہیں۔ پارلیمان نے جو متفقہ طور پر قانون بنایا تھا جس کے تحت اس کا نام بینظیر انکم سپورٹ پروگرام رکھا گیا اور یہ نام کیوں رکھا گیا تھا۔ اس لیے رکھا گیا تھا کہ یہ شہید محترمہ بے نظیر بھٹو ہی تھی جنھوں نے یہ اعلان کیا کہ وہ سوات میں پاکستان کا پرچم لہرائیں گی اور اسی اعلان کے ساتھ ان کو شہید کر دیا گیا۔ ان کی خدمات کے اعتراف میں انکم سپورٹ پروگرام کا قانون جب بنا تو اس کا نام "بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام" رکھا گیا۔ آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں کہ یہ قومی اسمبلی میں بھی متفقہ طور پر اور سینیٹ میں بھی متفقہ طور پر پاس ہوا۔ سینیٹ میں اس سے پہلے بھی متفقہ طور پر ایک قرارداد پاس ہوئی جس میں اس پروگرام کو اور شہید بے نظیر بھٹو کے نام کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔

جناب چیئرمین! میں نہیں سمجھتا کہ محترم اسحاق ڈار صاحب کو میاں نواز شریف صاحب نے یہ کہا ہوگا کہ اس کا نام بدل دیں اور شہید بے نظیر بھٹو کا نام نکال دیں۔ میں یہ تصور بھی نہیں کرسکتا کیونکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ میاں صاحب کو بخوبی علم ہے اور یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ جب ایک فوجی ڈکٹیٹر اس ملک میں ان کو پھانسی لگانے کی تیاری کر رہا تھا تو محترمہ بے نظیر بھٹو exile میں ہوتے ہوئے مضمون لکھ رہی تھی کہ We do not hang our Prime Ministers. جناب چیئرمین، میں تصور ہی نہیں کرسکتا کہ محترم میاں نواز شریف صاحب نے اسحاق ڈار کو یہ کہا ہوگا کہ ان کا نام نکال دو۔ میں اس بات کا عینی گواہ ہوں کہ 27 دسمبر سے چند ہفتے پہلے زرداری ہاؤس میں محترم میاں نواز شریف صاحب تشریف لائے تھے، شہید بی بی کے ساتھ ملاقات تھی اور ایجنڈا آئین کو بحال کرنا تھا، آئین پر ڈاکا ڈالنے کو روکنا تھا۔

جب کھانے کی میز پر گفتگو کا آغاز ہوا اور محترمہ نے کہا کہ میاں صاحب ہمیں کچھ کرنا پڑے گا کہ جو آئین بار بار معطل ہو رہا ہے، جو آئین بار بار پامال ہو رہا ہے اس کا ہمیں راستہ روکنا ہوگا۔ جناب چیئرمین! میں اللہ کو حاضر و ناظر جان کر سچ کہہ رہا ہوں کہ میاں صاحب تھوڑی دیر کے لیے رکے اور انہوں نے کہا کہ بی بی میں نے اس پر سوچا ہے اور میرے پاس ایک فارمولا ہے۔ مجھے بحیثیت ایک information journalist کے بڑا تجسس ہوا کیونکہ میں اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہا تھا کہ twice Prime Minister of the country جو exile کی صعوبتیں برداشت کرچکا تھا، جو پھانسی لگتے لگتے بچ چکا تھا، اب وہ اپنے تجربے کی بنیاد پر شہید بی بی کے ساتھ share کر رہا تھا the sum total of his experiences of how to stop the subversion of the constitution. تو میں نے اپنے سامنے رکھی ہوئی کاپی کو اٹھایا اور جیب سے قلم نکالا۔ میاں صاحب نے دیکھا اور کہا بابر صاحب یہ لکھنے والی چیز نہیں ہے۔ میں نے کاپی اور قلم واپس رکھا لیکن وہ الفاظ میرے ذہن میں نقش ہوگئے کہ میاں صاحب نے کہا کہ بی بی اب اگر ان لوگوں نے آئین کو توڑا، آئین کو پامال کیا تو میں نے سوچا ہے کہ ہم ان کے پاس جائیں گے اور ان سے کہیں گے کہ یہ آپ کا آئین ہے، یہ آپ کا ملک ہے یہ آپ رکھ لیں اور ہم جا رہے ہیں۔

Mr. Chairman, I was surprised and Shaheed Bibi was stunned and after a pause she said, "Mian *Sahib*!

ہم آپ کو ایسے نہیں جانے دیں گے۔ ہم اور آپ مل کر ان کا مقابلہ کریں گے، and we will not disappoint you". جناب چیئرمین! میں تصور بھی نہیں کرسکتا کہ میاں نواز شریف صاحب نے اسحاق ڈار صاحب کو یہ کہا ہو گا کہ ان کا نام نکال دو۔ میں یہ بھی تصور نہیں کرسکتا کہ اسحاق ڈار صاحب کا ان سے کوئی ذاتی عناد تھا لیکن میں اتنا ضرور کہوں گا کہ in the flush of electoral victory اسحاق ڈار صاحب نے ان کا نام نکال دیا۔ میرا مطالبہ ہے اور ان سے درخواست ہے کہ on the floor of the House وہ اس پر معذرت کا اظہار کریں اور یہ اعلان کر دیں کہ شہید بے نظیر بھٹو کا نام اس انکم سپورٹ پروگرام سے نہیں ہٹایا جائے گا۔ مجھے امید ہے بلکہ یقین ہے کہ اسحاق ڈار صاحب اس floor of the House پر کھڑے ہو کر یہ اعلان ضرور کریں گے۔

جناب چیئرمین! ہمیں توقع تھی وزیر خزانہ صاحب اپنی بجٹ تقریر میں ایک conceptual framework دیں گے اور conceptual framework ایسا ہو کہ پاکستان کے بیس کروڑ عوام کی creative energies and creative potential unleash ہو گا۔ خزانے خالی ہوتے ہیں لیکن آپ لوگوں کی creative energies کو unleash کرنے کے ideas دیتے ہیں اور جب ایک دفعہ وہ energies unleash ہو جائیں، ایک دفعہ جب وہ energies release ہو جائیں تو پھر خزانے خود بخود بھرنے شروع ہو جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین! ان کا manifesto ہے to accelerate growth and investment and growth and investment آپ کیسے بڑھا سکتے ہیں۔ کل محترم الیاس بلور صاحب نے کہا کہ آپ کی ساری تقریر میں اس کا ذکر نہیں تھا کہ growth and investment روکنے کے لیے militancy جس نے خیبر پختونخوا، بلوچستان اور اب کراچی کی معیشت کو بھی تباہ کرکے رکھ دیا ہے، جناب چیئرمین، اس ساری تقریر میں militancy کا ذکر تک نہیں ہے اور peace restore کرنے کا کوئی فارمولا نہیں تھا۔

جناب چیئرمین! ابھی تک تو ایسا لگ رہا تھا کہ ان کا طالبان اور militants کے لیے تھوڑا بہت نرم گوشہ تھا جیسا کہ انہوں نے خود ایک دفعہ طالبان سے publicly کہا تھا کہ آپ پنجاب میں کیا کرتے ہو، پنجاب تو تمہارا مخالف نہیں ہے۔ ابھی تک تھوڑا بہت نرم گوشہ تھا لیکن کل جو کوئٹہ اور

زیارت کا واقعہ ہوا، زیارت میں پاکستان کے ماضی کے symbols کو ڈھایا گیا اور کوئٹہ میں پاکستان کے مستقبل کے symbol کو ڈھایا گیا۔ یہ بچیاں پاکستان کا مستقبل اور زیارت کی residency پاکستان کا ماضی، پہلی بار پاکستان کے ماضی اور پاکستان کے مستقبل کے symbols پر حملہ کیا گیا۔ کیا اب بھی ہم ان کے لیے، militants اور طالبان کے لیے کوئی نرم گوشہ رکھیں گے؟ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کی budget speech میں اس کا کوئی ذکر تک نہیں ہے۔ ہم militancy کے خلاف ایک national narrative بنا رہے تھے اور اس national narrative کو مضبوط کرنے کی ضرورت تھی لیکن آپ نے یہ کہہ کر کہ طالبان پنجاب میں حملے کیوں کرتے ہیں، اس narrative کو بھی weaken کر دیا جب کہ آپ دعویٰ کرتے ہیں کہ growth in investment ہمارا manifesto ہے۔ آپ بجٹ میں

Growth in investment conveniently ignoring what havoc has been rapt in Pakistan and in particularly Khyber Pukhtunkhwa and Karachi by these militants.

جناب چیئرمین! آپ نے بجٹ میں coalition support fund کی بات تو کی ہے کہ ہم یہ پیسا لیں گے۔ اللہ آپ کو کامیاب کریں ہم آپ کے ساتھ ہوں گے۔ ہمارا بھی مطالبہ ہے کہ coalition support fund ہمیں ملنا چاہیے لیکن جناب چیئرمین! ہمیں واضح اعلان بھی اب کر دینا چاہیے کہ militants کے خلاف جنگ جاری رہے گی۔ کوئی militant ایسا نہیں ہے،

good militant and bad militant, we must fight to finish the militants and these people.

(Thumping of desks)

سینیٹر فرحت اللہ بابر: جناب چیئرمین! کل جو واقعہ ہوا تھا میں ان کی توجہ اس طرف بھی دلانا چاہتا ہوں کہ آخر کیا وجہ ہے کہ جب بھی بلوچستان میں reconciliation کی طرف بات کی جاتی ہے تو ایسے واقعات ہو جاتے ہیں۔ اگر آپ تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں تو جب ہمارے Prime Minister نے آغاز حقوق بلوچستان کا ذکر کیا تو mutilated dead bodies سڑکوں پر نظر آنے لگیں۔ لوگ لاپتا بھی ہونے لگے، پہلے بھی ہوتے تھے پھر زیادہ ہونے لگے۔ اب جبکہ Baloch

Nationalists پر مبنی حکومت بنی جو میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت کا ایک اچھا کام ہے کہ انہوں نے Baloch nationalists, عبدالمالک بلوچ کی پارٹی اور محمود خان اچکزئی کی پارٹی پر مشتمل حکومت بنائی۔ آپ نے دیکھا کہ کل یہ واقعہ ہو گیا۔ یہ سوچنے والی بات ہے۔ جناب چیئرمین! ان کو یہ issue address کرنا پڑے گا۔ ان کو issue of the missing persons address کرنا پڑے گا۔ بدقسمتی یہ ہے کہ جب missing persons کے issue پر آپ کی سینیٹ کی Human Rights Committee نے significant پیش رفت کی اور ایک مسودہ قانون تیار کیا تو اس حکومت نے Human Rights کی Ministry کو ختم کر دیا اور Ministry کو اس وزارت قانون کا حصہ بنایا جس کے محترم وزیر صاحب جنرل پرویز مشرف کے بھی وزیر قانون تھے۔

(اس موقع پر اراکین نے ڈیسک بجائے)

سینیٹر فرحت اللہ بابر: جناب چیئرمین! میری آپ کی وساطت سے ان سے درخواست ہے کہ Human Rights Ministry کو restore کریں اور سینیٹ کی جو Human Rights Committee ہے، جس نے وہ Bill بنایا ہے اور پیش کرنے جا رہے تھے کہ Human Rights Ministry ختم ہو گئی اور اسی وجہ سے سینیٹ کی بھی Human Rights Committee کے وجود کو خطرہ پڑ گیا۔

جناب چیئرمین! میں conceptual framework کی بات کر رہا تھا۔ ان کا دوسرا مسئلہ جو پاکستان کا مسئلہ ہے وہ ہے بجلی کا بحران۔ جناب چیئرمین! محترم اسحاق ڈار صاحب نے اس کے لیے 225 billion روپے رکھے ہیں، بڑی اچھی بات ہے کہ circular debt کو ہم نے ختم کرنا ہے۔ جناب! سوال یہ ہے کہ آپ کو اس issue کو دیکھنا پڑے گا۔ آپ کو مزید گہرائی میں جانا پڑے گا۔ کیا circular debt کو حل کرنے سے آپ کا مسئلہ ختم ہو جائے گا۔ اگر circular debt حل کرنے سے مسئلہ حل ہوتا تو جو ہماری حکومت نہ کر سکی تو کیا اس کا خیال ہمیں نہیں آیا تھا؟ Circular debt جو 503 billion روپے ہے کیا ہم stock exchange کے ذریعے پیسا نہیں اٹھا سکتے تھے۔ آپ تو 225 billion دے رہے ہو۔ آپ کو گہرائی میں جانا پڑے گا۔ بجلی کا بحران محض اس وجہ سے نہیں ہے کہ circular debt accumulate ہوا، بجلی کا بحران اس لیے ہے کہ جو بجلی پیدا ہوتی

ہے، اس کی جو لاگت ہے اور جس لاگت پر بجلی عوام کو مہیا کی جاتی ہے اس کے اندر بڑا فرق ہے۔ آپ آج circular debt ختم کر دیں، سارے 503 billion روپے ڈال دو پھر circular debt ہو گا۔ آپ کو structural issue کو address کرنا ہے اور وہ structural issue یہ ہے کہ بجلی کی پیداواری قیمت کو کیسے کم کیا جائے۔ اگر آپ نے بجلی کی قیمتیں بڑھا دیں تو اس سے تو economic activity مزید slowdown ہو جائے گی۔ آپ بجلی کی قیمت بڑھا بھی نہیں سکتے، آپ محض circular debt pay کر کے بجلی کا مسئلہ حل بھی نہیں کر سکتے، آپ کا issue یہ ہے کہ آپ نے بجلی کی پیداواری قیمت کم کرنی ہے۔ This requires restructuring of the power sector. جناب چیئرمین! میں مانتا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ ہم نہیں کر سکے۔ ہماری دعا ہے اور ہماری کوشش ہو گی، ہم ان کو مدد دینے کے لیے تیار ہیں کہ آپ اس کو address کریں۔ جناب چیئرمین! اسی کے ساتھ ان کو دیکھنا پڑے گا، آؤ! آج ہم ایک study کریں، ہم ان کے ساتھ تعاون کریں گے کہ کتنے *suo moto* actions لیے گئے اور کس طرح judicial overreach with great respect for most honourable judges, let us make an assessment of how the judicial overreach in Pakistan has impacted on the economic policies and economic development. میں اسحاق ڈار صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اس پر ضرور غور کریں اور جب وہ غور کریں گے اور اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ ہاں judicial overreach, judicial activism has impacted on the economic growth تو پھر آپ کے پاس فارمولا موجود ہے اور وہ فارمولا charter of democracy میں دیا گیا ہے اور وہ ہے constitution court کو setup کرنا۔ There was a wisdom behind the charter of democracy containing this clause کہ constitution court setup ہو، میاں نواز شریف صاحب اور محترمہ شہید بے نظیر بھٹو نے اس پر سوچا، سوچنے کے بعد انہوں نے کہا تھا کہ constitution court ہونا چاہیے۔ جناب چیئرمین! ہم constitution court نہیں بنا سکے۔ محترم اسحاق ڈار صاحب جانتے ہیں کہ ہم نے ان کے کہنے پر کیونکہ یہ چاہتے تھے کہ یہ ڈیفر ہو جائے، ڈیفر ہو گیا۔ اب آپ کی حکومت ہے۔ اس کا جو بھی فائدہ ہو گا immediate آپ کو ملے گا، long–term فائدہ قوم کو ہو گا، long–term فائدہ جمہوریت کو ہو گا، long–term فائدہ

اس بات کو ہوگا کہ state کے تمام institutions کے درمیان ایک balance ہوگا۔ ان سے میری گزارش ہے کہ ہم تیار ہیں ان کے ساتھ constitution court setup کرنے کے لیے۔۔۔

جناب چیئرمین: بابر صاحب، conclude کرلیں۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر: جناب چیئرمین! آپ مجھے دو منٹ اور دے دیں۔ جناب چیئرمین! بجٹ میں اور بجٹ کی تقاریر میں ایک بڑا credit لینے کی کوشش کی گئی ہے کہ ہم نے صوابدیدی فنڈ ختم کر دیا، ہم نے secret fund ختم کر دیا۔ آپ نے بڑا اچھا کیا۔ صوابدیدی اور secret fund ختم کردو لیکن جناب ختم کرنے کا ایک طریقہ ہوتا ہے۔ آپ نے جب ختم کیا تو آپ نے یہ بھی ساتھ میں کہہ دیا کہ Institute of Regional Studies Islamabad کو جو رقم ملتی تھی اس کو چلانے کے لیے وہ رقم وزارت اطلاعات کے secret fund سے آتی تھی۔ آپ نے سوچا۔ کہ یہ آپ نے کیا کیا؟ جب آپ نے یہ کہہ دیا اور publicly کہہ دیا اور ہمارے میڈیا کے دوستوں کے پر زور اصرار پر کہہ دیا کہ secret fund کی تفصیلات لے آؤ اور آپ لے آئے اور آپ نے کہا کہ Institute of Regional Studies کو بھی وزارت اطلاعات کے secret fund سے پیسا ملتا ہے تو آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کیا کیا؟ آپ نے بیک جنبش قلم Institute of Regional Studies کی credibility ختم کر دی۔ یہ وہ Institute ہے جو South Asia میں پاکستان بھارت تعلقات، پاکستان کے region میں ممالک کے ساتھ تعلقات، Kashmir issue, water issue and sectarian issue ان پر رپورٹیں لکھتا تھا۔ جناب چیئرمین! جب آپ بیرون ملک دورے پر جاتے تھے۔ ہم سب یہ رپورٹ لے کر کہتے تھے کہ دیکھو ایک independent think-tank نے یہ کہا ہے۔ آج آپ نے یہ کہا کہ independent think-tank نہیں تھا۔ اس کو تو میں خفیہ فنڈ دے رہا تھا، گویا آپ نے یہ کہا کہ جو رپورٹیں لکھنے والے تھے وہ آپ کے خفیہ فنڈ سے اور آپ کی خفیہ جیبوں سے پیسا لے رہے تھے۔ اس رپورٹ کی اب کون قدر کرے گا، اس رپورٹ کو اب کون دیکھے گا اور کون اس پر اعتبار کرے گا؟

جناب چیئرمین! آپ نے اچھا کیا، secret fund صوابدیدی فنڈ ختم کردو لیکن ختم کرنے کا ایک طریقہ ہوتا ہے۔ آپ نے credit لینے کی کوشش کی لیکن credit اس انداز میں نہ لو کہ

آپ اس ملک کو discredit کردو، آپ اس ملک کے اداروں کو discredit کردو۔ جناب چیئرمین! میں ان کو warn کرتا ہوں، میں floor of the House پر نہیں کہوں گا کہ آپ خدارا مزید آگے نہ بڑھیں، اگر کوئی اور بھی ایسے ادارے ہیں کہ ان کو کسی اور جگہ سے فنڈ مل رہا ہے تو مہربانی کر کے

don't blow their cover, if you do that you will undermine the security and integrity of this country which they have already done.

جناب چیئرمین! میرا آخر میں ایک ہی نکتہ ہے اور وہ خصوصی طور اسحاق ڈار صاحب کی توجہ کا طالب ہے کہ defence budget پر میں کسی اور موقع پر تفصیلی بات کروں گا لیکن آپ نے defence budget کو بڑھا دیا ہے، اس پر میں بہر حال بات نہیں کرتا لیکن defence budget پر جو legitimate charge ہے، جب defence and security establishment لوگوں کی زمین لے لے اور وہ national security کے نام پر لے لے تو لازمی ہے کہ وہ اس کی compensation pay کرے۔ میں یہ اس لیے کہہ رہا ہوں کہ 1970 and 1980 کی دہائی میں اب تیس سال سے زیادہ ہو گئے ہیں نوشہرہ میں ہزاروں ایکڑ زمین security establishment نے لے لی تھی، compensation نہیں دے رہے تھے، معاملہ عدالت میں گیا، معاملہ پارلیمان میں آیا، عدالت نے فیصلہ دیا لیکن متعلقہ وزارت دفاع نے نہیں مانا۔ اسحاق ڈار صاحب اس کمیٹی میں ہمارے ساتھ تھے، Defence Committee of the Senate اور جب اسحاق ڈار صاحب کو یہ پتا چلا کہ compensation announce ہو چکا ہے، کورٹ نے فیصلہ کیا ہے اور ان کو compensation نہیں دی جا رہی اور اسے تیس سال ہو گئے ہیں۔ I am grateful to Ishaq Dar *sahib* انہوں نے کہا

and I quote from the minutes. The Leader of the Opposition who is now Minister for Finance, urged upon the Ministry and the military Lands and Cantonment Department to keep in mind that human beings and citizens were involved whose legitimate right being denied for a long time and he said that the case should be moved immediately for allocation of funds by the Government and

possibilities of compensation through some other internal adjustments and re−appropriation should be examined.

محترم اسحاق ڈار صاحب نے بحیثیت قائد حزب اختلاف کے سینیٹ کی Defence Committee میں یہ اعلان کیا تھا اور حکومت سے کہا تھا، اب وہ وزیر خزانہ ہیں، میری ان سے درخواست ہے کہ وہ اس کے لیے مزید re−appropriation نہ کریں۔ ان کا جو بجٹ ہے اسی بجٹ میں سے یہ دیا جائے کیونکہ یہ غلط ہو گا کہ آپ ان کو بجٹ دیں، ان کے بجٹ میں اضافہ کریں اور پھر اس compensation کے لیے آپ اضافی رقم دیں، یہ وزیر خزانہ صاحب کی اپنی صوابدید ہے، اگر وہ یہ کرنا چاہیں تو کر لیں لیکن میرا مطالبہ یہ ہو گا کہ ‘no’ ان کو مزید funds نہ دیں، وہ اسی fund میں سے pay کریں۔ This is an important step Mr. Chairman! to correct the relationship between the civil and military. This is an important step to do. یہ دو یا تین بلین روپے کی بات نہیں ہے۔ This is a question of addressing the disconnect, the historical disconnect between the civil and the security establishment اس لیے میں محترم وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ اپنے وعدے کے مطابق وہ کر لیں۔ جناب چیئرمین! Finally کل یہاں جعفر اقبال صاحب نے میاں رضا ربانی کی تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ میاں صاحب نے کہا کہ یہ elitist budget ہے اور کہا کہ مجھے تو اس بجٹ میں elitist نظر نہیں آیا۔

جناب چیئرمین! جس بجٹ میں کسان کا نام نہ ہو، یا بجٹ میں ورکر کا نام نہ ہو، labour کا نام نہ ہو، جب بجٹ میں خیبر پختونخوا، بلوچستان کی معاشی محرومیوں کا ذکر نہ ہو تو جناب میاں رضا ربانی نے تو ٹھیک کہا کہ یہ elitist budget ہے۔ ان کو اگر نظر نہیں آیا تو

یہ جینا ہے ان کا مرض کور نگاہی

شکریہ جناب چیئرمین۔

Mr. Chairman: Thank you. Yes, Hidayatullah *sahib*, are you on a point of order.

سینیٹر ہدایت اللہ: میں بجٹ پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ۔ میں اس اربوں روپے مالیت کے بجٹ پر ایک چھوٹے سے portion کے بارے میں بات کرنا چاہوں گا جو کہ فاٹا کے لیے ہے۔ یہ جناب! صرف اٹھارہ بلین روپے ہیں۔ یہ اس علاقے کے لیے مختص کیے گئے ہیں جہاں کے تمام سکولز دہشت گردوں نے اڑا دیئے ہیں، جہاں کی تمام health facilities دہشتگردوں نے تباہ کر دی ہیں، جہاں گاؤں کے گاؤں مٹ گئے ہیں۔ اس علاقے کے لوگ کیمپوں میں رہ رہے ہیں، وہاں کے لیے یہ تھوڑی سی رقم رکھی گئی ہے۔ ہمیں جب نوکریوں میں کوٹہ ملتا ہے تو ہمیں گلگت بلتستان کے ساتھ جوڑ دیا جاتا ہے اور جب پیسے دینے کا وقت آتا ہے تو فاٹا کو الگ کر لیا جاتا ہے، اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں گلگت بلتستان کو ہزاروں ارب روپے ملیں لیکن جناب ہم اٹھارہ ارب روپے میں کیا کریں گے۔

جناب چیئرمین! ہمیں اس سے اور مایوسی ہوئی ہے کہ ہم اس طرح کے حالات میں ہیں کہ ہمارے معاشی حالات بہت برے ہیں۔ ہمیں جو immunity دی گئی تھی وہ بھی واپس لے لی گئی ہے۔ ان حالات میں ہمیں اور زیادہ concession دینی چاہیے تھی۔ اس موجودہ گورنمنٹ نے بجٹ میں اعلان کیا تھا کہ ہم سارے صوبوں میں special industrial zones بنائیں گے مگر اس میں فاٹا کا کہیں ذکر نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! اس وقت ہمیں فاٹا میں special industrial zones کی ضرورت ہے، ہمیں وہاں کے لوگوں کو rehabilitate کرنے کی ضرورت ہے، وہاں کے لوگوں کو روزگار دینے کی ضرورت ہے۔ جب ہم وہاں کے لوگوں کو روزگار نہیں دیں گے تو پھر وہ بندوق لازمی اٹھائیں گے کیونکہ ان کے پاس کوئی اور چارہ نہیں ہوگا۔ آپ ہمیں باقی صوبوں کے level پر لائیں اور اس کے بعد ہمارے اوپر آپ ٹیکس لگا لیں۔ ایک طرف ہمیں کوئی facility نہیں مل رہی اور دوسری طرف ہمارے اوپر taxes بھی لگ رہے ہیں۔ لہذا اس کی ہم بھرپور مخالفت کرتے ہیں اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ جو immunity حاصل تھی وہ ہمیں واپس دی جائے۔ ہماری گورنمنٹ سے یہ بھی گزارش ہے کہ اٹھارہ بلین میں سے ہم education کو کیا دیں گے۔ میرے اپنے علاقے میں 105 schools ایسے ہیں جنہیں دہشتگردوں نے تباہ کیا ہے تو یہ اٹھارہ بلین کیسے کافی ہوں گے۔ اس لیے میری حکومت سے استدعا ہے کہ فاٹا کے سکولوں کے لیے as a special package کے ذریعے 6 to 7 ارب روپے

فی الفور دے تاکہ ہمارے بچے بندوق کی طرف نہ جائیں اور وہ تعلیم حاصل کریں۔ شکریہ جناب چیئرمین میری یہی گزارشات تھیں۔

Mr. Chairman: Yes, Saeed-ul-Hasan *sahib*.

جی میاں رضا ربانی صاحب. on a point of order

Point of Order

Terrorists set Ablaze the Quaid's Residency and Attacked Bolan Medical College, Killed and Injured many Female Students and Others.

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! آپ کے توسط سے میری گزارش Leader of the House سے ہے کہ کل کوئٹہ کے اندر اور بلوچستان میں دو بڑے سانحے ہوئے ہیں اور یہ بات بھی درست ہے کہ جب بھی بلوچستان کے اندر حالات کو ایک political dialogue یا افہام و تفہیم سے solve کرنے کے لیے بات کی جاتی ہے تو کوئی نہ کوئی بڑا واقعہ سامنے آجاتا ہے اور اسی کی وجہ سے آغاز حقوق بلوچستان کی بھی implementation نہ ہو سکی۔ کل کے کوئٹہ کے اندر جو واقعات رونما ہوئے ہیں یعنی یونیورسٹی اور اس کے بعد ہسپتال میں جو کچھ ہوا اس کے بعد یہ بات بالکل کھل کر واضح ہوئی ہے کہ جو نیا political setup بنا ہے اس کو فیل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کی وساطت سے Leader of the House تک یہ بات پہنچانا چاہتا ہوں کہ فاضل وزیر داخلہ نیچے جا کر میڈیا کو بیانات دیتے رہے ہیں اور شاید انہوں نے ایک چھوٹا سے بیان قومی اسمبلی میں بھی دیا ہے لیکن Senate is the House of the Federation اور سینیٹ نے جتنی بحث اور جتنی کوشش بلوچستان کے حل کے لیے کی ہے وہ شاید پاکستان کی پارلیمانی تاریخ میں اور کہیں پر نہیں ہوئی، لہذا میری ان سے گزارش یہ ہے کہ فاضل وزیر داخلہ صاحب آج کی sitting کے دوران یہاں پر تشریف لائیں اور جو تفصیلات ان کے پاس ہیں وہ سینیٹ کے ساتھ share کریں۔ میری آپ کے ذریعے سے Leader of the House سے گزارش ہو گی کہ وہ چوہدری نثار صاحب سے کہیں کہ وہ سینیٹ میں آکر اس پر بیان دیں۔

جناب چیئرمین: جی راجہ ظفر الحق صاحب۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: جناب چیئرمین! کل ہم نے اس issue پر بات کی تھی کوئٹہ میں بڑا سانحہ ہوا ہے جس میں وہ بچیاں جو بہترین تعلیم حاصل کر رہی تھیں، ان کے خاندان ان کے لیے محنت و مشقت کر رہے تھے، ان پر حملہ کیا گیا۔ دو تین دن پہلے وہاں پر جو حکومت بنی تھی وہ آپ کے علم میں ہے کہ اس میں وزیر اعلیٰ صاحب کو اتفاق رائے کے ساتھ ایوان کا سربراہ بنایا گیا تھا، انہوں نے حلف لیا ہی تھا کہ یہ دونوں واقعات ہوگئے۔ وزیر داخلہ صاحب فوری طور پر کوئٹہ تشریف لے گئے ہیں، جونہی وہ واپس تشریف لاتے ہیں، میں ان سے کہوں گا کہ ان کے پاس جو کچھ معلومات ہیں وہ سینیٹ کے ساتھ share کریں۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جی سعید الحسن صاحب۔

سینیٹر سعید الحسن مندوخیل: جناب والا! سب سے پہلے تو بلوچستان میں جو کل واقعات ہوئے ہیں، زیارت میں اور ہمارے کالج کی بچیوں پر جو دھماکے ہوئے ہیں اس کی میں پرزور مذمت کرتا ہوں اور شہیدوں کے ایصال ثواب کے لیے دعا کرتا ہوں اور زخمیوں کے غم میں برابر کا شریک ہوں۔ ان لوگوں کو پہلے جس طرح free hand ملا ہے اگر نئی حکومت نے بھی اسی طرح کا free hand دیا تو میں آپ لوگوں کو بتانا چاہتا کہ یہ ایوان بھی محفوظ نہیں ہے۔

جناب والا! اس کے بعد میں بجٹ پر بات کرتا ہوں۔ جناب چیئرمین! پچھلے بجٹ میں اسحاق ڈار صاحب اگر یہاں پر موجود ہوتے تو وہ اس بات کی گواہی دیتے، رجوانہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، پچھلے بجٹ میں، میں وزیر تھا لیکن میں نے بجٹ پر اعتراض کیا، اعتراض میرا یہ تھا کہ آپ اسحاق ڈار صاحب کی تجاویز پر عمل کریں۔ اسحاق ڈار صاحب سے ہمیں توقع تھی کہ ان کی تجاویز ملک کے لیے سود مند ہوں گی لیکن اس دفعہ جیسے کل ربانی صاحب نے کہا کہ یہ بابوؤں کا بجٹ ہے۔ اس میں کچھ چیزیں واقعی ایسی لگ رہی ہیں کہ وہ بابوؤں کا بجٹ ہے۔ اس میں غریب آدمی کے لیے کوئی ریلیف نہیں رکھا گیا بلکہ جی ایس ٹی کا تحفہ دیا گیا جو سولہ سے سترہ فیصد کر دیا گیا۔ فیصد تو ایک ہی بڑھا ہے لیکن اس کا effect پانچ سے چھ فیصد ہوگا۔ غریب آدمی جو اپنے پیٹ پر پتھر باندھ کر گزارا کر رہا ہے وہ یہ پانچ چھ

فیصد جو مزید ٹیکس لگے گا، بوجھ پڑے گا، میں نہیں سمجھتا کہ وہ گزارا کس طرح کرے گا۔ اس دفعہ ہم جناب وزیر خزانہ صاحب کو الزام اس لیے زیادہ نہیں دے رہے کہ ان کو شاید وقت نہیں ملا ایک proper بجٹ تیار کرنے کے لیے، لیکن اس بجٹ میں انہوں نے جو جی ایس ٹی لگایا ہے اگر آپ کو یاد ہوگا، یہ ریکارڈ پر ہے کہ پچھلی حکومت نے RGST لگائی تھی، سولہ سے سترہ فیصد کر دی تھی تو میاں محمد نواز شریف صاحب نے پریس کے ذریعے یہ کہا تھا کہ ہم اس کو اسمبلی میں پاس نہیں ہونے دیں گے، اگر یہ اسمبلی میں پاس ہوا تو ہم سڑکوں پر نکل آئیں گے۔ میری وزیر خزانہ صاحب سے درخواست ہے، بجٹ میں کچھ چیزیں ایسی ہیں جس کی میں تعریف کروں گا لیکن وزیر خزانہ صاحب سے درخواست ہے کہ تھوڑی سی ہماری حالت پر رحم کریں اور یہ جی ایس ٹی جو indirect tax ہے، پوری دنیا میں direct tax 70% ہے اور 30% indirect ہوتا ہے لیکن ہمارے ملک میں، ہماری بد نصیبی یہ ہے کہ ہم پر 70% indirect tax اور 30% direct tax لگایا جاتا ہے۔ circular debt ختم کرنے کی بات اسحاق ڈار صاحب نے کی ہے اگر وہ دو مہینے میں اس کو ختم کر دیتے ہیں تو میں اس کو اس حکومت کا تحفہ سمجھوں گا جو انہوں نے عوام کو دیا ہے۔ یہ بہت اچھی بات ہے اس کو ختم کر دیا جائے۔

اس کے علاوہ ہماری خواہش یہ تھی کہ ٹیکس نیٹ کو بڑھایا جائے۔ ابھی آپ Afghan transit trade کو دیکھ رہے ہیں، ہمیں پتا ہے، ہم وہاں رہتے ہیں، چمن اور طورخم بارڈر پر اس کی کیا حالت ہے۔ بجائے جی ایس ٹی کے آپ ان چیزوں پر توجہ دیتے۔ جناب وزیر قانون صاحب ڈار صاحب کی توجہ میری طرف ہونے دیں، اگر فارغ ہو جاتے ہیں تو میں اپنی تقریر شروع کروں گا۔

جناب چیئرمین: وہ نوٹس لے رہے ہیں، ان کے نمائندے بھی گیلریوں میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی نوٹس لے رہے ہیں۔ جی مندوخیل صاحب۔

سینیٹر سعید الحسن مندوخیل: اس میں FBR کو involve کیا گیا ہے، میں ڈار صاحب آپ کو بتاؤں کہ سلمان تاثیر صاحب کا بیٹا کہاں ہے۔ ہمارے گیلانی صاحب کا بیٹا کہاں ہے، کراچی میں کرنل مشہدی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں پتا کر لیں کہ بینک سے جو بندہ نکلتا ہے اس کو بینک سے ہی پتا چل جاتا ہے کہ فلاں آدمی اتنے پیسے لے کر آ رہا ہے اس کو آپ روکیں۔ اس کے بعد یہ ہوگا کہ ہمارا FBR

کے ذریعے publish ہو جائے گا۔ اگر وہ شیٹ کسی بابو کے ہاتھ لگ گئی تو ہمیں زندگی گزارنا مشکل ہو جائے گی اور ہمیں چٹھیاں آنا شروع ہو جائیں گی۔

جناب والا! فاٹا پر میں کچھ نہیں کہوں گا کیونکہ فاٹا کے حالات ہم سب کے سامنے ہیں، ہمارے سینیٹر ہدایت صاحب نے ذکر کیا زیادہ تفصیل میں نہیں جاؤں گا۔ فاٹا کی وہ حالت ہے کہ اس کو اب صرف ایک جھٹکا چاہیے، اس پر بجائے اس کے کہ آپ ان لوگوں کو کچھ ریلیف دیتے، ان کو جو پہلے ریلیف ملے ہوئے تھے وہ بھی آپ نے ختم کر دیئے۔ Hybrid گاڑیوں پر آپ نے بارہ سو سی سی سے نیچے کی گاڑیوں پر سو فیصد ٹیکس ختم کر دیا ہے۔ میں نے دو تین دن سے پتا کیا کہ کوئی hybrid گاڑی لی جائے تو پتا چلا کہ دنیا میں کوئی تیرہ سو سی سی سے کم گاڑی بنتی ہی نہیں، اس پر اگر آپ ہمیں چھوٹ دے بھی دیں تو اس سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ ڈار صاحب مجھے بہت خوشی ہے کہ آپ نے Privatization کو Finance کے ساتھ ملا دیا اور آپ جیسا neat and clean آدمی اس کا وزیر ہو گا۔ میں کچھ عرصہ Privatization میں گزار چکا ہوں، آپ کے علم میں ہیں کہ PTCL کے privatization کے آٹھ سو ملین ڈالر ابھی تک پھنسے ہوئے ہیں۔ اس پر میٹنگ کر کے ہم نے ان کو agree کیا، انہوں نے ہمارے آٹھ سو ملین اس لیے روکے ہوئے ہیں کہ چند properties جو ہم نے انہیں دینی تھیں، کچھ فاٹا میں ہیں، کچھ کراچی میں ہیں، وہ properties ہم نہیں دے رہے کیونکہ وہ properties ایک سیاسی پارٹی، میں نام نہیں لوں گا، ایک سیاسی پارٹی نے اس پر قبضہ کیا ہوا ہے، وہ properties ان کو نہیں ملیں وہ ہمارے آٹھ سو ملین ڈالر نہیں دے رہے۔ میں جب اس میں تھا تو ہم نے اس پر کام کیا وہ پانچ سو ملین ڈالر دینے پر راضی ہو گئے تھے۔ باقی تین سو جب ہمیں properties ملیں گی تو ہم ادا کر دیں گے۔ بعد میں جو کچھ ہوا، اس قصہ کو چھوڑیں وہ نہیں ہونے دیا گیا، ہمیں پانچ سو ملین نہیں لینے دیئے گئے۔

جناب والا! ابھی private sector آپ نے بجٹ میں رکھا ہے۔ ہماری خواہش بھی یہی ہے کہ private sector میں investment آئے۔ بہت اچھی بات ہے میں اس کو appreciate کرتا ہوں، اس کے لیے میں آپ اور ہمارے دوسرے بڑے جنہوں نے باہر investment کی ہوئی ہے، اگر ہم اپنا investment بھی پاکستان میں لے آئیں تو لوگوں کو تسلی ہو جائے گی کہ یہ خود اپنی investment بھی پاکستان لا رہے ہیں۔ Development budget جتنا آپ نے رکھا ہے میں کہتا

ہوں کہ اس سے بہتر کام اور کوئی نہیں ہوسکتا، آپ نے بڑی فراخدلی کا مظاہرہ اس طرح کیا ہے کہ اس میں تقریباً more than 80% وہ پروگرام ہیں جو پچھلی حکومت کے تھے، آپ نے وہ بھی جاری رکھے ہیں میں اس پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔

جناب والا! نوجوانوں کے لیے آپ نے بڑی امید کی کرن رکھی ہے، اچھی بات ہے۔ ان تجاویز پر اگر implementation صحیح طور پر ہو جائے تو مجھے امید ہے کہ تین ساڑھے تین سال میں ہماری معیشت stable پوری طرح تو نہیں ہو سکے گی لیکن بہرحال اس طرف چلی جائے گی۔ لہٰذا آخری بات میری یہ ہے کہ اگر ایک ٹیکس جی ایس ٹی آپ ہٹا دیں جو آپ نے لگایا ہے۔ FBR سے ہماری جان چھڑا دیں تا کہ اعوا برائے تعاون والا معاملہ نہ بنے، باقی بجٹ کو میں appreciate کرتا ہوں، ڈار صاحب آپ کا بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جناب رفیق رجوانہ صاحب۔

سینیٹر ملک محمد رفیق رجوانہ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔

You have provided me an opportunity to share my views on the present Budget.

جناب چیئرمین! میں معزز ایوان کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کراؤں گا کہ what we have inherited as a Government and that too within seven days, what we had to do اور ہم سے جو توقعات ہیں، انشاء اللہ ہم نے جو وعدے کیے وہ پورے بھی ہوں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس مختصر سے عرصے میں، after our induction in the Government, preparation of such a budget under the visionary leadership of Mian Muhammad Nawaz Sharif and the visionary Finance Minister and his team, میں ان کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے اس مختصر عرصے میں اور ایسے حالات سے مقابلہ کرتے ہوئے دیا۔ جو حالات اور جو چیزیں ہمیں دی گئیں بطور what we have inherited? What has been قانون دان ایسے ہی کہا جا سکتا ہے کہ given to us? ایک crippled آدمی ہو اور اس کو کہا جائے کہ وہ سات دن میں بھاگتا نہیں، یہ

سات دن میں دوڑتا نہیں، یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ یہ سات دن میں کیوں نہیں دوڑتا۔ خدا کے لیے یہ دیکھیں کہ کس حالت میں اس مریض کو ہمارے حوالے کیا گیا یا کن حالات میں ملک کو ہمارے حوالے کیا گیا۔ یہ بڑی لمبی داستان ہے۔ میں ماضی میں نہیں جاتا۔ وقت گزر گیا اور جن جن باتوں پر اعتراض ہوا میں ان کا بھی آخر میں جواب دوں گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج اس بجٹ پر تقریر کرنے سے پہلے دل زخموں سے ویسے ہی چور ہے۔ کوئٹہ میں جو کل واقعہ ہوا۔ معصوم طالبات کی بس کو بم سے اڑا دیا گیا۔ بولان میڈیکل کالج پر، ہسپتال پر حملے کیے گئے لیکن دنیا کا پہیہ پھر بھی چلتا ہے، وقت کو روکا نہیں جا سکتا۔ بجٹ کے حوالے سے میں اپنی چند معروضات پیش کرتا ہوں۔

سب سے پہلے جو میں نے گزارش کی کہ ان حالات میں ایسا بجٹ لانا ایک قابل قدر اور قابل تحسین اقدام ہے، جس کی میں پہلے ہی مبارک باد دے چکا۔ بات ہو رہی تھی کہ کیوں کہا جاتا ہے کہ خزانہ خالی ہے اور اپنے محدود وسائل اور لامحدود مسائل کے ہوتے ہوئے یہ بجٹ لایا گیا اور اس پر اعتراضات بھی ہیں۔ One of the aspects is that do raise the objections. Do criticize the formulations, do criticize the proposals of the Budget but on the positive side and really appreciate that the previous Government today has become saner while sitting in the Opposition and they have raised the objections within a week of induction of our Government. Anyhow the positive things which they have raised, رضا ربانی صاحب جو بڑے قابل احترام ہیں، انہوں نے بہت سی اچھی اور positive باتیں بھی کیں، جناب فرحت اللہ بابر صاحب جو انتہائی قابل احترام ہیں، بڑے منجھے ہوئے Parliamentarian ہیں، انہوں نے بھی کچھ اچھی باتیں کی ہیں جو قابل قدر ہیں اور ہم ان کو داد کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود کچھ ایسے اعتراضات کیے گئے جن پر یہ کہنا بجا ہوگا کہ یہ جتنے اعتراضات کیے گئے تو دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے حوالے کیا کیا گیا۔ انہوں نے کچھ ایسی توجیہات بھی پیش کیں، بصد احترام، کہ *suo motu* powers استعمال کی گئیں یعنی یہ کہ ہمیں کام نہیں کرنے دیا گیا۔ میں بڑے ادب سے گزارش کرتا ہوں کہ *suo motu* powers exercise کرنے کی نوبت کس کی وجہ سے آئی اور پھر *suo motu* powers exercise کرنے کے بعد کیا کیا نتائج نکلے اور ان کا خزانے پر مالی بوجھ کیا پڑا۔ اگر

transparent حکومت ہوتی، یہ میں صرف باتیں کر رہا ہوں جواب کے طور پر، یہ میری طرف سے کوئی الزام والی بات نہیں ہے۔

These are settled judgments given by the Supreme Court of Pakistan.

بہرحال جو کچھ ہوا وہ ہوگیا۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ آئیے ملک کو مل کر سنواریں۔ Opposition نے بھی اپنی تجاویز دی ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ ملک کو سنوارتے ہیں۔ ہم welcome کرتے ہیں۔ ہمارے قائد محترم نے بھی یہ کہا، ہماری ٹیم نے بھی یہ کہا کہ اس ملک کو ان مسائل سے نکالنا ہے۔ اب ان حالات میں، میں یہ یقین دلاتا ہوں کہ ہماری نیت بالکل صاف ہے اور نیت کا دارومدار اعمال پر ہے۔ انشاء اللہ ہمارے اعمال بتائیں گے، ہم خدا کو بھی جوابدہ ہیں اور ہم عوام کو بھی جوابدہ ہیں۔ جس محنت سے یہ بجٹ تیار کیا گیا، جس لگن سے وزیر خزانہ جناب اسحٰق ڈار صاحب نے تیار کیا ہم اس کی تعریف کرتے ہیں۔ انسان ہیں اگر کوئی unintentional ااس میں بات ہے، بہرحال بہت بڑا بجٹ ہے and we are open to conviction, we are open to better suggestions for the betterment of this country. Now, sir, my submission is, کہ کل بھی بات ہو رہی تھی، جناب محترم رضا ربانی صاحب جو بڑے قابل احترام ہیں، ہم نے ان سے بہت کچھ سیکھا، پچھلے دور میں when I was in the Senate کہ غریب کا جنازہ نکال دیا۔ اب ادب سے گزارش ہے کہ غریب کو خدانخواستہ اس جنازے سے پہلے کی صورتحال تک کس نے پہنچایا؟ بات یہ ہے کہ جو کچھ ہمارے پاس وسائل ہیں ان کے مطابق جو کچھ ہم نے کیا ہے، اس کو دیکھیں and we are open to exceptions, all just and legal exceptions and good criticism in good faith with *bona fide*, not in *mala fide* or opposition for the sake of opposition, we will get nothing out of that. اب تک پاکستان میں مخالفت برائے مخالفت سے کچھ حاصل نہیں ہوا بلکہ ہم نے نقصان ہی اٹھایا ہے۔

یہ بجٹ تو بہت بڑا بجٹ ہے اور یہ بجٹ بڑی محنت سے بنایا گیا ہے۔ میں صرف common man کی حد تک بات کروں گا

the relief's, the suggestions, the programmes, which relate to the betterment of the common man and the youth, just I will emphasize on that and I will try to highlight those things sir.

Sir, in this Budget, relief measures and new initiatives have been announced by the present Government to help the common man, improve business climate in the country, focus on the youth development, facilitate them and particularly to the lesser developed areas and the undeveloped areas. The important and the salient features focused and given in this budget I would highlight with the humble submission sir. No.1, is that we have taken care of all the old people, pensioners. The pension has been increased by 10%, starting from 1st July, 2013. In addition, the minimum monthly pension will be enhanced from rupees 3000 to 5000. This is the benefit to a poor old man who has no other source of income and that 10% increase has been made in his pension and from minimum 3000 to 5000. Sir, then that is a temporary but it is for the holy month of Ramadan, that a Ramadan package has been given. The concessional prices at all the Utility Stores, that is also a good sign and that is our duty also. Sir next is that the income support programme of the government, the people who were getting 1000 rupees per person, that has been increased to 1200, that is also appreciable and encouraging that 200 rupees have been increased in that. Rupees two billion have been proposed for Pakistan Bait-ul-mal for the help of the needy and destitute people.

یہ بھی ایک اچھی بات ہے اور یہ ساری باتیں حکومت کا کوئی احسان نہیں ہے، یہ ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ نہ ہی یہ نیکیاں یا یہ کام کرکے ہم ان کا کوئی صلہ لینا چاہتے ہیں، یہ ہمارے فرائض میں شامل ہے کیونکہ لوگوں نے ہمیں اعتماد سے نوازا ہے بلکہ یہاں یہ کہنا بے جا نہیں ہو گا کہ آخر کار لوگوں نے پچھلی حکومت اور پچھلی پارٹی کو کیوں مسترد کیا۔ ہمیں انہوں نے اپنے اعتماد سے کیوں نوازا؟ یہ ایک

بہت بڑی وجہ ہے ان کی policies کے failure کی اور میں باقی لمبی اور بڑی باتوں میں نہیں جاتا۔ آج
یہ fact ہے جس کے نتیجے میں ہم اتنی اکثریت لے کر اس طرف بیٹھے ہوئے ہیں۔ بیت المال میں
اضافے کے ساتھ Prime Minister Youth Training Programme ہے، جس کے مطابق
ایسے نوجوان جنہوں نے سولہ سال کی ڈگری کا مکمل کورس کیا ہو and they are
unemployed, they have not been able to get the jobs ان کے لیے stipend
and training کا انتظام کیا گیا ہے۔ This is also a good thing for the young
generation کہ youth کا نعرہ لگانے کی بجائے

let us do something practical for the youth. If we step into the shoes of those young people who have completed 16 years of their education and have no job, if they have been provided an opportunity to undergo a training and during training to get a stipend of 10,000 rupees per month most probably is a good sign. They will be encouraged instead of getting disappointed by the given circumstances.

Prime Minister's Youth Skill Development Programme, sir, under this programme 25000 young people up to the age of 25 and with minimum qualification of middle will be imparted training in some 25 trades across the country. Sir, with my experience in the corporate sector, as a legal consultant and professional, the feed back which I get from the industrialists, they say that we are short of skilled labour. By providing this opportunity to the young people who get skilled professional training, that will enhance their skilled training as well as it will be beneficial to the industry also that they will be able to get the services of skilled people. Then sir, National Vocational and Technical Training Authority will manage the programme in collaboration with Principal of TEVTA. This training will be given, for which fee will be paid by the government. This is

a programme towards the enhancement of the education and the skill of the young people. Emphasis will be placed on such states or on demand abroad as well as within the country.

Then sir, Small Business Loan Scheme. The Small Business Loan Scheme is also beneficial to those students, those young people who despite having been educated are unable to do anything rather they can get job

اور ایک ضروری بات یہ ہے کہ unemployment کی بات تو ہے we have all the sympathies with all those unemployed students and unemployed people, now the question is that can our government departments sustain the burden of those unemployed youth. No doubt that is our duty. میری نظر میں massive industrialization اور agriculture sector کو ترقی دینے کے بعد unemployment control کی جا سکتی ہے۔ جہاں حکومت کے محکموں میں گنجائش ہے، ضرور ملازمت دیں، میں ملازمتوں کی مخالفت نہیں کرتا۔ Over employment کا result بھی آپ نے دیکھ لیا کہ کن کن اداروں اور corporations کا کیا حال ہوا۔ Realistic approach یہ ہے کہ massive industrialization ہو، skilled labour ہو اور training institutes ہوں، بچوں کو یہ training دی جائے تا کہ ہم ان لوگوں کو ان industries میں کھپا سکیں۔ ہمارے MNAs and Senators کے گھر اور ان کے ڈیروں پر سارا دن رش لگا رہتا ہے کہ ہمیں نوکریاں دیں۔ حکومت کے پاس اتنی ملازمتیں نہیں ہیں اس لیے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس بجٹ کو سامنے رکھتے ہوئے۔۔۔

Sir, I feel your anxiety, I am just completing it without any announcement.

Mr. Chairman: I am not in anxiety; you have to conclude within 15 minutes.

Senator Malik Muhammad Rafique Rajwana: Sir, there is another thing that Prime Minister's Micro Finance Scheme.

اس میں قرض حسنہ کی ایک provision ہے because here we have the macro and micro problems in the country sir. On macro issues, the budget provides sufficient thing but I don't say that are the final words. The good suggestions, the better suggestions can be considered and we can sit together, that is a good offer from the opposition also. We have to run the country ہم نے اس ملک کو چلانا ہے، ہم نے حکومت نہیں کرنی۔ ہم نے لوگوں کے جذبات کی ترجمانی کرنی ہے۔ لوگوں نے ہمیں، ہمارے قائد محترم اور ہماری پارٹی کو اعتماد سے نوازا ہے۔ ہم چاہتے ہیں اور انشاء اللہ ہماری نیت بھی ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس نیت کا پھل دیں گے، اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق بھی دیں گے اور ہمیں اس بات کا بھی فکر ہے کہ لوگوں نے ہمیں اعتماد سے اس موقع پر نوازا ہے جب لوگ بڑے تنگ تھے they were up to their breaks ناکوں ناک آئے ہوئے تھے۔ ہم انشاء اللہ کوشش کریں گے، نیک نیتی سے ہماری کوشش ہو گی کہ عوام کے مسائل حل کریں۔ تمام سیاسی جماعتوں اور بالخصوص اپوزیشن کی جماعتوں سے گزارش ہو گی کہ ہمارے ساتھ اسی طرح سے تعاون کریں اور خاص طور پر امن عامہ کے حوالے سے جیسا بلوچستان کا حال ہے، سر جوڑ کر بیٹھیں اور اس کا کوئی حل نکالیں۔

Sir, I am really thankful to you for this patient hearing and giving this opportunity. Thank you very much.

Mr. Chairman: Thank you. We have our former Deputy Chairman in our gallery. We welcome him and congratulate him on being elected as Speaker of the Balochistan Assembly.

کل کوئٹہ کے واقعات کے شہدا کے سلسلے میں ایک request آئی تھی کہ House میں فاتحہ کر لی جائے۔ راجہ ظفر الحق صاحب۔

(اس موقع پر کوئٹہ کے واقعات میں شہید ہونے والوں کے لیے فاتحہ کی گئی)

جناب چیئرمین: کریم خواجہ صاحب، آپ budget speech کر لیں، اسی میں point of order پر آپ نے جو public importance کی بات raise کرنی ہے۔

سینیٹر کریم احمد خواجہ: جناب! یہ میرے صوبے کے لحاظ سے اہم ہے۔ پلیز مجھے دو، تین منٹ چاہییں۔

جناب چیئرمین: گزارش یہ ہے کہ in budget speech you can discuss anything اور آپ بات کر لیں۔

سینیٹر کریم احمد خواجہ: جناب! ہمارے صوبے کا بہت ہی اہم issue ہے۔ چھ دن پہلے Supreme Court of Pakistan نے ہماری سندھ اسمبلی کے خلاف ایک judgment دی تھی۔ سندھ اسمبلی نے induction, promotion and absorption پر unanimously ایک bill pass کیا تھا۔ اس bill میں ہر political party شامل تھی اور انہوں نے اس کو null and void کر دیا۔ جناب! پاکستان اور ساری دنیا میں parliament supreme and sovereign ہے۔ Power of parliament encroach کرنے کی کوشش کی گئی اور سندھ اسمبلی نے پاکستان کا resolution pass کیا اور اسی resolution کی بنیاد پر آگے چل کر پاکستان بنا۔ سندھ اسمبلی کے unanimously pass کیے ہوئے ایک bill کو encroach کیا گیا، اس کو ختم کیا گیا۔ یہ بہت افسوسناک واقعہ ہے۔ میں فرحت اللہ بابر صاحب کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں، جب last time ہماری حکومت تھی، بہت سے مسئلوں میں interfere کیا گیا، *suo moto* لئے گئے جس کی وجہ سے آج پاکستان کو economic یا دوسرے issues پر بڑی تکلیف ہو رہی ہے۔ میں بات ضرور کروں گا کہ جب آپ 97 میں اقتدار میں تھے، ہماری اٹھارہ سیٹیں تھی تو 58 (2) b پر محترمہ شہید نے ان کا ساتھ دیا تھا۔ اب یہ آگے چل کر چار، چھ مہینوں اور ایک سال کے بعد یہی حشر ہو گا۔ اس طرح کی legislation ہونی چاہیے کہ Supreme Court Parliament کے مسئلہ پر encroach نہ کرے۔

Thank you very much.

Mr. Chairman: Kindly you consult your parliamentary leader that how to get relief,

آپ ان سے بات کر لیں۔ جی عباس خان۔

سینیٹر عباس خان: جناب! آپ کا شکریہ۔ بجٹ اجلاس ہے، اس سے ساری قوم کو ایک امید ہوتی ہے کہ پورا سال ایک نئی سوچ ایک نئے ولولے کے ساتھ ہمارے Parliamentarians اس کے خیالات اور جذبات کو آگے لے جائیں گے۔خاص کر اس نئی Government کے آنے پر ایک توقع کی جا رہی تھی کہ یہ بجٹ عوام کی ان امنگوں کی ترجمانی کرے گا جو اس وقت ملک برے حالات میں پھنسا ہوا ہے لیکن جو بھی government آتی ہے، وہ یہ الفاظ دہراتی رہی ہے جب سے پاکستان بنا ہے کہ ہمیں یہ پرانا گند ورثے میں ملا ہے اور ہم کیا کریں تو پھر اس سرکار کو آنا ہی نہیں چاہئے کیونکہ system اسی طرح چل رہا ہے۔ پرانی مشکلات آئیں گی، نئی Government کو vote اس لئے دیا جاتا ہے کہ وہ ان مشکلات کو دور کرے، اس سے ملک کو نکالے اور ایک نئی سمت پر رواں کر دے۔ ہمارا پرانا رونا ہے، پچھلے دور جس کا میں خود ہی حصہ تھا کہ ہم یہی سنتے رہے کہ پہلی مشکلات تھیں، ہم اس سے نکالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! کل جو واقعہ ہوا، میں اس سے اپنی تقریر کی شروعات کرتا ہوں کہ ہم بلوچستان کے لئے کہتے تھے جب ہم تین، پانچ سال یہاں پر سنتے رہے کہ ہمارا ایک Leader قائد اعظم جس نے پاکستان بنایا جن کے بارے میں کوئی کچھ الفاظ کہتے تھے تو پورا پاکستان ایک آگ کے بگولے کی طرح اٹھ جاتا تھا کہ یہ بات کیوں کی گئی ہے، یہ غلط کی گئی ہے، اس کے خلاف یہ ہونا چاہئے، یہ ملک کے غدار ہیں، یہ مخالف ہیں۔ کل ان کے گھر کو اڑایا گیا، تباہ کیا گیا، ایک افسوسناک واقعہ ہوا، اگر ایسے ہمارے گھروں کو تباہ و برباد کر دیا جاتا، اتنا درد نہ ہوتا جیسے اس گھر کے تباہ ہونے پر ہوا ہے۔ ہم جن کو اپنا founder سمجھتے ہیں، وہ ہمارے founder ہیں، ہمیں ان کی وجہ سے آزادی ملی ہے لیکن آج media چپ ہے، اخباروں میں ایک خبر آئی ہے، عوام اپنے گھروں میں ہے، کسی نے کوئی احتجاج نہیں کیا۔ آخر کیوں؟ یہ سوچنے کا لمحہ فکریہ ہے کہ قوم کس حال پر کس طرح جا رہی ہے کہ جب leaders چاہیں تو roads پر نکلیں جب leaders چاہیں، توڑ پھوڑ کریں جب leaders چاہیں گھروں اور جائیدادوں کو تباہ و برباد کر دیں، اپنی سوچ اور فکر ختم ہو چکی ہے۔

اس کے بعد بلوچستان کا وہ واقعہ ہے جس میں عورتوں کو ہلاک کیا گیا جس کی ہمارا معاشرہ، دین اور کوئی culture اجازت نہیں دیتا کہ عورتوں کو ہلاک کیا جائے، وہ واقعہ ہوا۔ یہ کہا جاتا ہے کہ اس طرح کے واقعے ہوتے ہیں اور جمہوری system کو روکنے کے لئے ہوتے ہیں یہ بہت آسان طریقہ ہے

کہ اپنی باتوں کو گول مول کر کے دوسرا موڑ دینا۔ نہیں، میں نے بلوچستان سے تعلیم حاصل کی ہے، بلوچستان کے حالات اتنے خراب بنے ہوئے ہیں، یہ چیخ و پکار ہے اور بلوچستان کے لوگ اسلام آباد سے یہ توقع کرتے ہیں کہ ہماری ان محرومیوں کو دور کیا جائے گا۔ جو لوگ آج پہاڑوں پر چڑھ گئے ہیں اور اسلحہ اٹھایا ہوا ہے، بگٹی کی شہادت کے بعد انہوں نے یہ چیزیں اس لئے کی ہیں کہ ان کے ساتھ وہ نا انصافیاں پاکستان بننے سے آج تک ہو رہی ہیں۔ ہم آج کہہ دیں کہ ہم نے government دے دی، ہم بری الذمہ ہو گئے ہیں، ہم بری الذمہ نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ ایک ملک ہے، ایک سارے ملک کی اکائی ہے، ہر صوبہ اس کا حصہ ہے، یہ کہہ دینا کہ وہاں کا mandate ہے اور وہ سنبھالیں گے۔ یہ نہیں ہے، جتنی responsibility اس صوبے کے نمائندوں کی ہے، اتنی ہی Senate, قومی اسمبلی اور سب کی بنتی ہے اور یہ سب کا اختیار ہے کہ اس ملک کو بچائیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم اپنی اس تقسیم کو۔۔۔

میرا دل بہت دکھا تھا جب میں نے اس elections کے results دیکھے تو مجھے افسوس ہوا کہ پنجاب میں پنجابیوں کو vote دیا گیا، سندھ میں سندھیوں کو vote دیا گیا، بلوچستان میں دیا گیا، ہمارے صوبے میں دیا گیا، کیا یہ ایک پاکستان ہے۔ ہم نے کس سوچ کے تحت یہ تقسیم بنا لی ہے۔ آج federation میں ایک Government آئی، میرے ایک honourable دوست نے کہا کہ ہم نے اکثریت لی ہے، آپ نے اکثریت لی، یہ اچھی بات ہے، آپ کو بہت زیادہ vote ملے، یہ اچھی بات ہے، آپ کا حق بنتا ہے کہ government بنائیں۔ آپ کا یہ بھی حق بنتا ہے کہ اس ملک کو جس تباہی پر اس سے پہلی leadership نے پہنچایا ہے، اس سے پہلے جو نا انصافیاں چھوٹے صوبوں اور مختلف علاقے کے لوگوں کے ساتھ ہوتی رہیں، آپ اس کو ختم کر دیں۔ پنجاب میں پنجاب کی Government ہے، پنجاب کی Cabinet ہے، ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں لیکن Federation کا کیا کام ہے جو ایک Federation Government میں آتی ہے، وہ سب کی محرومیاں، سارے صوبوں کی مشکلات اور حالات اور اپنے صوبے کے حالات کو دیکھتے ہوئے، پاکستان کو دنیا کی نظر میں unite کرتی۔ آج اگر پاکستان میں برے حالات آئے ہوئے ہیں، یہ ہمارے ان خیالات کی ترجمانی کر رہے ہیں جو election میں vote ملا ہے، وہ اس leadership کی ترجمانی کر رہے ہیں۔ Law and order performance پر ہوتا تو پھر سندھ میں vote نہ ملتا، وہاں پر سندھ کی leadership کو vote دیا گیا ہے، کیوں دیا گیا، performance نہیں تھی، law and order situation تھی،

corruption تھی تو وہاں پر vote نہ دیا جاتا، ان کو بالکل صاف کر دیا جاتا اور ایک نئی government آتی اور وہ اس corruption کے خلاف ہوتی، نہیں ایسا نہیں ہوا، اگر کارکردگی ہوتی تو بلوچستان کو دیکھیں، اگر پنجاب میں کارکردگی ہوتی، اگر واقعی ہے تو سارے صوبوں کو وہی results accept کرنا چاہیے تھے، ایسا نہیں ہوا۔ یہ ایک سوچنے کی بات ہے کہ ہم نے اس system کو بدلنا ہے اور اس کو بدلنے کے لئے ہم نے قربانی دینی ہے۔ قربانی کیسے دیں گے، ہم اپنے آپ سے شروعات کریں گے، ہم اپنے voter کو نہیں دیکھیں گے کہ ہمارا voter کیا چاہتا ہے، ہم نے یہ نہیں دیکھنا، ہم نے ایک پاکستان کو دیکھنا ہے۔ ہم بات کرتے ہیں، ہم پاکستان کو چھوڑ دیتے ہیں، ہم صوبوں کی بات کرتے ہیں، ہم زبان کی بات کرتے ہیں، ہم اپنے ملک کی بات نہیں کرتے۔ یہ جو result ہے، اگر یہ پاکستان کا result ہوتا، اگر یہ پاکستان کی سوچ ہوتی کہ ہمیں پاکستان سے پیار ہے تو result بھی پاکستان کے مطابق ہوتا، ہر جگہ پر ہر party کو نمائندگی ملتی، ہر جگہ ایک اچھی سوچ کو vote ملتا، اچھی شخصیات کو vote ملتا، وہ جس party سے ہوتا جو پاکستان کی سوچ رکھتا۔ نہیں، ہماری leadership قوم کو دوسری طرف لے جا رہی ہے، میں جس کی بھرپور مخالفت کرتا ہوں۔

جناب! آج بجٹ کی بات ہو رہی ہے، میں زیادہ تر باتیں اس طرف کروں گا کہ ہم نے دیکھا کہ جتنی governments آئیں، چالیس سال سے ہمارا ایک علاقہ شاید اس کو پاکستان کے کافی لوگ جانتے بھی نہیں ہیں، جہاں سے ہمارا تعلق ہے، ہمارے Senators and MNAs آتے ہیں۔ جب سے 9/11 کا واقعہ ہوا، اس کے بعد شاید کچھ لوگوں کو پتا چلا کہ FATA پاکستان میں ایک علاقہ ہے، جہاں سے terrorism ہوتی ہے۔ ہم سنتے آرہے تھے کہ leaders کہتے ہیں کہ وہاں پر کوئی مخلوق ہے جو سینیٹ اور قومی اسمبلی میں بیٹھے ہوئے وہاں کے نمائندے ہیں، یہاں پر آتے ہیں اور House میں پچھلی بنچوں پر خاموش تماشائی کی طرح بیٹھے ہوتے ہیں، اس لئے ان کو ادھر پہچان بھی نہیں دی گئی تھی۔ ہم جب سے آئے ہیں، ہم نے بار بار کہا کہ ہمارے کوٹے پر ہمیں employments نہیں ملتیں، ہمارے کوٹے کو follow نہیں کیا جاتا، ہمارے حقوق کو غصب کیا جاتا ہے۔ ہر جگہ پر ذکر آتا ہے کہ چار صوبے، چار صوبے اور چار صوبے ہیں، یہاں تک ہوا کہ جب اٹھارہویں ترمیم میں consensus سے ایک چیز ہوئی اور ماشاء اللہ ہمارے نمائندے بھی بیٹھے ہوئے تھے جن کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی، وہاں پر governor کی بات ہوئی، اس میں بھی چار صوبوں کی بات ہوئی کہ چار صوبوں سے governor ہوگا،

Tribal area سے governor بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ سوچنے اور فکر کی بات ہے کہ اگر آئین بنا، اگر قانون بدلے، اگر کچھ بھی ہو تو چار صوبے ہیں۔ اس ملک میں چار صوبوں سے باہر لوگ نہیں رہتے، اس ملک میں اور علاقے نہیں ہیں۔ آج اگر دنیا کے elections ہوتے ہیں اور یہ جو election ہوا ہے، اس میں ایک ہی focal persons تھے، وہ terrorists تھے، law and order situation تھی، America میں election ہوا تو اسامہ کا نام لے کر Tribal area پر Obama اپنا election جیت رہا تھا۔ آج اگر لاہور سے election ہوا تو وہاں عمران خان جلوس وانا لے جانے کے لئے آرہے تھے اور وہ drone حملوں کے خلاف آرہے تھے تو drone حملے بھی ہم پر ہی ہو رہے ہیں۔ پنجاب میں terrorism ہے تو وہ بھی ہمارے اوپر ہے، سب کچھ election کا دارومدار FATA ہے لیکن جب بجٹ آیا تو اس میں FATA کا ذکر ہی نہیں ہے۔ FATA کا ایک tax تھا، وہ کہتے ہیں کہ ہم نے وہ بھی ختم کر دیا ہے۔ یہ کونسی سوچ ہے، یہ قوم کو کس side پر لے کر جا رہی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ایک ارب dollar ہمارے coalition fund میں America سے آئیں گے، یہ coalition fund ایک ارب کس چیز کا ہے، ہماری اس سے کس چیز کی coalition ہے، party کی ہے، کیا ہے، picnic کے لئے ہے، کس چیز کے لئے ہے، یہ coalition fund کیا ہے؟ ذرا قوم کو بتایا جائے، یہ coalition fund آپ کی جو terrorism کی لڑائی ہے جس میں آپ کی اس کے ساتھ coalition ہے، آپ کو اس بارے میں یہ دیا جا رہا ہے جس میں خیبر پختونخوا تباہ ہوا جس میں FATA تباہ ہوا، آپ ایک ارب بجٹ میں دکھا رہے ہیں کہ ایک ارب dollar ملیں گے، یہ آپ کو اس بارے میں مل رہے ہیں۔ آپ نے اس ایک ارب میں سے کتنے پیسے FATA کے لوگوں کے لئے رکھے ہیں۔ جیسے میرے دوست میرے بھائی نے کہا کہ ہمارے سکول تباہ ہو گئے۔ ہماری ایک ہی یونیورسٹی تھی۔ اس بجٹ میں 18 ارب کے ترقیاتی ADP کے علاوہ آپ نے کیا رکھا؟ آپ نے ان لوگوں کے لیے کیا message دیا، جب چالیس سال پہلے آپ اور ہم نے ان نوجوانوں کے ہاتھوں میں Russia war کے خلاف کلاشنکوف تھمائی تھی۔ آپ نے اس کو جہاد کا نام دیا، سارے پاکستان نے اکٹھے ہو کر ہمیں front line پر لڑایا۔ ہمیں کلاشنکوف دی گئی کہ آپ جہاد کریں اور آپ نے جہاد کر کے شہادت قبول کرنی ہے۔ اس وقت میں اور آج کے وقت میں کیا فرق ہے؟

انہیں چاہیے تھا کہ آج وہ اپنے فیصلے کرتے۔ میرا ریکارڈ اٹھائیں، میں نے اس وقت بھی اپنی تقاریر میں کہا تھا کہ اس دن سے ڈریں کہ ہم جس آگ میں جل رہے ہیں، جہاں ہمارے بچے مر رہے ہیں،

ہم دربدر اور تباہ ہیں، ہمارے پاس چھت نہیں ہے، یہ ایک دن آپ لوگوں کی طرف بھی آئے گا۔ آج کراچی والے رو رہے ہیں کہ طالبان ہیں، کل لاہور والے بھی روئیں گے کہ طالبان ہیں کیونکہ ہم غیر سنجیدہ ہیں، کوئی فکر و سوچ نہیں رکھتے، ہم صرف اپنے ووٹر کے لیے الیکشن لڑتے ہیں کہ ہم نے ووٹر کو کس طرح خوش کرنا ہے۔ ہم نے اسمبلی میں کس طرح آنا ہے۔ میں اس قوم کو ایک بات بتاؤں کہ یہ پنجابی، سندھی، پٹھان، بلوچ، ساری قومیں تب رہیں گی جب پاکستان ہو گا، اگر پاکستان نہیں ہو گا تو یہ قومیں تو رہ جائیں گی لیکن ہم تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

اس Upper House کے بنانے کا مقصد کیا تھا، اس کا مقصد یہ تھا کہ سب کو سینیٹ میں برابری کی نمائندگی ملے، ہر علاقے سے لوگ آئیں اور یہ Upper House پورے ملک کی صحیح نمائندگی کرے، اختیارات کا صحیح استعمال ہو لیکن بنا کر اس کے اختیارات لے لیے گئے، اس کو ایک dummy stamp کی طرح چھوڑ دیا گیا۔ اسمبلی کی اکثریت میں سینیٹ کی آواز کو دبا دیا گیا۔ میں نے اٹھارہویں ترمیم میں رضا ربانی صاحب اور اسحاق ڈار سے بہت مرتبہ التماس کی کہ آپ لوگ سینیٹر ہیں، Upper House کو اٹھارہویں ترمیم میں زیادہ اختیارات دیں۔ اس میں ہر علاقے کی نمائندگی ہے لیکن بدقسمتی سے ایسا نہیں ہوا۔ میں اس sitting government کے table پر اس لیے بیٹھا ہوں کہ اس قوم کی آواز کو آگے پہنچا سکوں۔ میں funds collection کے بارے میں التماس کرتا ہوں کہ قبائل کی محرومیوں کو مدنظر نہیں رکھا گیا۔ ہر گورنمنٹ کی اپنی priorities ہوتی ہیں، بجلی نہیں ہے، industries بند ہیں، ہمیں تو زندگی چاہیے، اگر ہم زندہ رہیں گے تو ہمیں بجلی اور دیگر چیزوں کی ضرورت ہو گی۔ اس وقت اورکزئی ایجنسی، باجوڑ ایجنسی، تمام ایجنسیوں سے ہمارے لوگ ہجرت کر کے دربدر پھر رہے ہیں، جن کا گھر بار نہ ہو ان کی کیا کیفیت ہو گی۔ ہمارے لیڈر میاں نواز شریف صاحب نے ہجرت کر کے 13 سال ملک سے باہر گزارے ہیں، جب انہیں زور اور زبردستی اس گھر سے نکالا گیا تو ان پر کیا گزری ہو گی، انہوں نے وہ لمحے کیسے گزارے ہوں گے کہ جب وہ اپنی مٹی سے دور گئے ہوں گے۔ آپ یہ سوچیں کہ ہمارے ان لوگوں پر کیا گزر رہی ہو گی جو اپنے گھر بار چھوڑ کر باہر نکلے ہوئے ہیں۔ اس بجٹ میں ان IDP's کے لیے پیسے نہیں رکھے گئے، ان کے واپس بھیجنے کا کوئی پروگرام نہیں رکھا گیا۔ آخر کیوں؟ چاہیے تو یہ تھا کہ انہیں بھی بجٹ میں شامل کیا جاتا، وہ بھی ہمارے بھائی ہیں۔ قبائل سے زیادہ اس ملک کے لیے کسی نے خون نہیں بہایا، جب بھی پاکستان کی بقاء کی بات ہوئی ہے تو ہمارے قبائل

ہمیشہ آگے رہے ہیں مگر میں صرف قبائل کی بات نہیں کرتا، میں تو سارے پاکستان کی بات کرتا ہوں۔ ہم ایک ہیں، ایک زنجیر ہیں، جب ہم اسے توڑیں گے تو نفرتیں پیدا ہوں گی جو آج بلوچستان، خیبر پختونخوا، فاٹا اور کراچی میں ہورہا ہے۔ اس کی ایک ہی وجہ ہے کہ ہم اس زنجیر کو نہیں سمجھ رہے، ہم صرف اپنے لیے سوچ رہے ہیں، اپنے بھائی کے لیے نہیں سوچ رہے، جب ہم اکٹھے ہو کر ایک سوچ پیدا کریں گے تو ایسا نہیں ہو گا، پھر ہمارے درمیان میں terrorism نہیں آئے گا، کوئی باہر سے مداخلت نہیں کر سکے گے۔ ہم نے اپنے ہر بھائی کے لیے سوچنا ہے۔

Sitting Government کے پاس اکثریت ہے، یہ نہیں ہے کہ ایک coalition partner ناراض ہو کر جارہا ہے اور اس کو منانے کی کوششیں کی جارہی ہوتی ہیں۔ وہ ایک مخصوص سوچ کے ساتھ جاتے ہیں، پچھلی گورنمنٹ میں کوئی اپنی چھوٹی سی ڈیمانڈ کے لیے جاتا تھا تو اسے راضی کرنے کی کوشش کی جاتی تھی کہ حکومت نہ گرے اور جمہوریت کی کشتی چلتی رہے، پھر دوسرا ناراض ہوجاتا تھا تو اسے راضی کیا جاتا تھا۔ آپ لوگوں کو تو اس چیز کی ضرورت نہیں ہے، آپ کی اکثریت ہے، آپ کے پاس اختیارات ہیں۔ آپ ایسے فیصلے کریں جو قوم کی بقاء کے لیے ہوں، آپ صرف پنجاب یا سندھ کے لیے فیصلے نہ کریں، آپ صرف ایک پاکستانی کی سوچ رکھیں، ہم نے پاکستان کو ایسا مضبوط کرنا ہے کہ جس کا وقار دنیا میں نظر آئے۔

اس بجٹ میں جو ٹیکس کے بارے میں کیا گیا ہے وہ باتیں میں بعد میں کروں گا، as a businessman میرے پاس اس کی تھوڑی بہت information ہے۔ آپ دنیا میں دیکھیں جرمنی، ترکی، چائنا، Russia اپنے ملک کی زبان استعمال کرتے ہیں۔ ہم یہاں زیادہ تر اردو زبان میں تقاریر کرتے ہیں، ساری قوم سن رہی ہے، میں نے نہیں دیکھا کہ اکثریت نے انگلش میں تقریر کی ہو۔ ہم اپنی سرکاری زبان کو اردو میں کیوں نہیں کرتے۔ پرائیوٹ سکولوں میں زیادہ فیسیں english subject کی وجہ سے لی جاتی ہیں، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جسے انگلش نہ آئے وہ کم تر ہے اور جسے آئے وہ بہت superior ہے۔ ہم اپنی سرکاری زبان کو اردو میں کیوں نہیں کرسکتے۔ ہماری لیڈر شپ کو چاہیے کہ وہ دنیا میں اردو میں تقریر کرے۔ پوری دنیا میں ہو سکتا ہے لیکن ہم نہیں کرسکتے۔ آخر ہم کب تک اسی غلامی میں رہیں گے، کب کوئی leadership سختی سے فیصلہ کرے گی۔

اب میں ٹیکس کے بارے میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ ہماری موجود حکومت کے پاس اکثریت ہے، یہ سخت فیصلے کرے، یہ نہ دیکھے کہ ووٹر ناراض ہوتا ہے، یہ وہ فیصلے کریں جو قوم کی بقاء کے لیے ہیں۔ سارا پاکستان ایک ہی آسان کام کر رہا ہے کہ دوسرے کو چور اور ڈاکو کہہ رہا ہے، ہم نے اس چیز کو ٹھیک کرنا ہے، کوئی دوسرے کی اصلاح نہیں کر سکتا، ہمیں اپنی اصلاح خود کرنا ہو گی جو کہ بہت مشکل کام ہے۔ ہم سینیٹ، قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں 1400 parliamentarians ہیں، اگر تمام ممبران اپنی اصلاح کر لیں تو سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا، اس سے اپنے گھر کی، اپنے بچوں کی، محلے کی، معاشرے کی اور ملک کی اصلاح ہو جائے گی۔ ہم ایک دوسرے پر تنقید میں لگے رہتے ہیں اور اپنی اصلاح نہیں کرتے۔ یہاں پر اپوزیشن لیڈر صاحب نے تقریر کی، government side کے لوگوں نے تقاریر کیں، کسی نے کہا labour کے ساتھ صحیح نہیں ہوا، کسی نے کسی کے بارے میں بات کی لیکن کسی نے یہ نہیں کہا کہ قبائل کے ساتھ کیا ہو رہا ہے، اسی وجہ سے ملک تباہ و برباد ہو رہا ہے، ان کے لیے بجٹ میں کیا رکھا گیا ہے، ہر کسی نے اپنے علاقے کی نمائندگی کی اور صرف اپنی سیاست کا محور دیکھا۔ ہر کوئی اپنی پارٹی کو مہذب سمجھ رہا ہے، ن لیگ والے کہتے ہیں کہ اگر ہم نے ن لیگ کے خلاف بات کی تو پاکستان ٹوٹ جائے گا، پیپلز پارٹی والے کہتے ہیں کہ اگر ہم نے اس پارٹی کے خلاف بات کی تو پیپلز پارٹی میں بڑا انقلاب آجائے گا، ANP, MQM سب اسی پر لگے ہوئے ہیں، کوئی یہ نہیں سوچتا کہ پاکستان کے لیے کس نے بات کرنی ہے، ہمیں پارٹی سے بالاتر ہو کر سوچنا پڑے گا، تب پاکستان بچے گا۔

یہاں پر labour کی تنخواہوں کی بات ہوئی۔ میری التماس ہے کہ تنخواہیں زیادہ بڑھنی چاہییں تھیں، جتنی بڑھائی گئی ہے اس سے زیادہ بڑھایا جانا چاہیے۔ اس حکومت نے tax culture کا سسٹم دیا ہے۔ FBR نے دس لاکھ لوگوں کے بارے میں بتایا ہے کہ فلاں فلاں ٹیکس دے سکتا ہے۔ اس میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ جو چار چار مرتبہ فیملی کے ہمراہ Switzerland کے دورے کرتے ہیں، تین تین مرتبہ لندن کے دورے کرتے ہیں، دو دو مرتبہ امریکہ کے دورے کرتے ہیں لیکن وہ ایک روپے کا بھی ٹیکس نہیں دیتے۔ ہم بار بار کہتے رہے ہیں کہ tax base کو بڑھایا جائے اور جو لوگ ٹیکس دیتے ہیں انہیں مراعات دی جائیں، ان پر سختی نہ کی جائے۔ اس وقت NADRA کے پاس data موجود ہے۔ میں فنانس منسٹر صاحب سے التماس کرتا ہوں کہ وہ دس لاکھ لوگوں کا data لے کر انہیں tax structure میں لائیں، جن کی سالانہ انکم ایک دو کروڑ ہے، جو سرکاری دوروں پر اپنے بچوں سمیت جا

سکتے ہیں، وہ ٹیکس کیوں نہیں دے سکتے، ان سے نہ ڈرا جائے، انہیں tax structure میں لایا جائے۔NADRA کے پاس ان دکانداروں، Engineers اور Doctors کی details موجود ہیں جو ٹیکس نہیں دیتے۔ حکومت اگر ان دس لاکھ لوگوں کو tax structure میں لے آئے تو اس ملک کی ساری مشکلات دور ہو جائیں گی، مزید ٹیکس لگانے کی ضرورت نہیں پڑے گی، آپ کا deficit پورا ہو جائے گا۔

جناب والا! میں آپ کے ایک دو منٹ اور لوں گا۔ہمارے فاٹا میں ایک یونیورسٹی کا قیام ہوا ہے لیکن اس بجٹ میں اس کے لیے پیسے نہیں رکھے گئے۔ میری sitting government سے التماس ہے کہ اس یونیورسٹی اور IDP's کے لیے پیسے رکھے جائیں۔ Americans کے ساتھ مل کر ایک پروگرام رکھا گیا کہ فاٹا کے لیے free industrial zone بنایا جائے کہ اس سے وہاں کے لوگوں کو روزگار مہیا ہو گا اور قبائل کو 65سالوں میں جو اپنے اور بیرونی ممالک سے محرومی ملی ہے، اس میں دوری آئے گی، اس سلسلے میں آپ کے پاس ایک ارب ڈالر آنا ہے۔ امریکہ سے دوبارہ dialogue ہو رہے ہیں، وہ industrial zone جو امریکہ کے کانگرس میں رکا ہوا ہے، اس پر توجہ دی جائے، اسے منظور کیا جائے تاکہ فاٹا میں اس بیروزگاری کی لہر کو ختم کیا جا سکے جس کی وجہ سے اسے terrorist activities کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ ان لوگوں کے پاس روزگار نہیں ہے، تعلیم کی سہولتیں میسر نہیں ہیں جس کی وجہ سے انہیں غلط سوچ اور غلط راہ پر لے جایا جا رہا ہے۔ ہمیں اسے روکنا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی سعید غنی صاحب۔ جی الیاس بلور صاحب۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: میں معافی چاہتا ہوں بھائی صاحب کو disturb کر رہا ہوں۔ ہمارے فاٹا کے بھائی بول رہے تھے کہ فاٹا میں یونیورسٹی بنا رہے ہیں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ وہ ضرور بنے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی سعید غنی صاحب۔

سینیٹر سعید غنی: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں کوشش کروں گا کہ میں وہ باتیں نہ دہراؤں جو مجھ سے پہلے ہمارے کچھ دوست یہاں کر چکے ہیں لیکن ہو سکتا ہے کہیں کہیں ان کا حوالہ ضرور آ

جائے۔آپ فکر نہ کریں میں زیادہ نہیں دھراؤں گا۔مجھے بہت حیرت اور عجیب لگا کہ بارہ تاریخ کو یہ بجٹ آیا اور اس بجٹ میں اس وقت تک دس فیصد تنخواہوں کے اضافے کا بھی اعلان نہیں ہوا تھا اور اس ملک کا تقریباً ہر فرد یہ کہہ رہا تھا کہ اس بجٹ کے آنے سے لوگوں کی تنخواہوں میں بجائے اضافے کے کمی ہو جائے گی وہ اس لیے کہ ایک تو GST بڑھا دیا گیا ہے پھر اس کے بعد یہ نوید بھی سنائی گئی کہ بجلی کی قیمتوں میں بھی تقریباً ستر فیصد اضافہ چند ماہ کے اندر کر دیا جائے گا چونکہ آئندہ ہم بچنا چاہ رہے ہیں کہ circular debt دوبارہ سے پیدا نہ ہو۔پرویز رشید صاحب جو بہت معتبر شخصیت ہیں اور میں ان کی بڑی عزت کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہمیشہ کوشش کرتے ہیں کہ وہ سچ بات بولیں لیکن انہوں نے کہا ہے کہ یہ بجٹ عوام دوست اور غریب دوست ہے۔مجھے اس وقت محمد علی درانی صاحب یاد آگئے جو جنرل مشرف کے وقت میں وزیر اطلاعات ہوا کرتے تھے۔ان سے پوچھا گیا کہ جج صاحبان کو آپ نے قید کر دیا ہے تو انہوں نے کہا کہ اچھا! جج صاحبان کو تو کسی نے قید نہیں کیا وہ تو اپنی مرضی سے اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں، جو ان سے ملنا چاہے مل سکتا ہے، اگر ان جج صاحبان میں سے کوئی باہر آنا چاہتا ہے تو باہر آسکتا ہے۔اگر وہ باہر آنا نہیں چاہتے اور کسی سے ملنا نہیں چاہتے تو اس میں حکومت کا تو کوئی قصور نہیں ہے۔محمد علی درانی صاحب کا اس وقت یہ جواب ہوا کرتا تھا اور اسی طرح جناب پرویز رشید صاحب نے کہا ہے کہ یہ بجٹ عوام دوست اور غریب دوست ہے۔

رفیق رجوانہ صاحب اور جعفر اقبال صاحب بھی فرما رہے تھے کہ بجٹ تو انہوں نے بہت اچھا دیا ہے، elite کا بجٹ نہیں ہے، یہ غریبوں کا بجٹ ہے۔اس میں دو تین چیزیں بڑی دلچسپ ہیں۔ شاید اسحاق ڈار صاحب کی تقریر لکھنے والے کسی شخص نے اس پر غور نہیں کیا کہ ان کی پوری تقریر میں کہیں کسان کا تذکرہ نہیں ہے اور وہ کسان جس نے پچھلے پانچ سالوں میں ہماری معیشت کو بہت بڑا سہارا دیا ہے۔جب 2008 میں پیپلز پارٹی حکومت میں آئی تو اس وقت ہماری جو کھانے پینے کی اشیاء ہیں، جو ہمارے food items ہیں اس کی جو import ہوتی تھی اور جو ہم یہاں سے export کرتے تھے اس میں ڈیڑھ ارب ڈالر کا فرق تھا۔ہماری imports ڈیڑھ ارب ڈالر زیادہ تھیں اور ہماری exports کم تھیں۔ ان کسانوں کی وجہ سے جن کا تذکرہ اس بجٹ میں کہیں بھی نہیں ہے انہوں نے باوجود سیلابوں کے، باوجود بارشوں کے، باوجود تباہیوں کے ہمارے ملک کو کم ازکم غذائی اجناس میں نہ صرف یہ کہ خود کفیل بنایا بلکہ آج 2013 کی جو figure آئے گی اس میں پانچ سو ملین ڈالر کی ہماری exports بڑھ گئی

ہیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ تقریباً دو ارب ڈالر کا فرق آیا ہے جو ہمارا export, import کا balance تھا جو پہلے minus 1.5 billion dollar تھا اب وہ plus five hundred million dollar پر آگیا ہے تو ان کسانوں کا اس بجٹ میں کہیں بھی تذکرہ نہیں ہے۔ پھر یہاں پر ہماری اس معیشت کو جس کو اسحاق ڈار صاحب نے بارہ تاریخ کو بھی کہا کہ ڈوب رہی ہے اور کہا کہ خزانہ خالی ہے اور مارچ 2008 میں بھی انہوں نے کہا تھا کہ معیشت ڈوب رہی ہے اور خزانہ اس وقت بھی خالی تھا۔ جو سب سے بڑا ایک سیکٹر تھا جس نے ہماری economy کو یا ہماری balance of payment کو support کیا وہ ہمارے Overseas Pakistanis تھے جن کو اللہ کے فضل سے ہماری سپریم کورٹ نے تو بڑا خراب کیا لیکن اس موجودہ حکومت نے اس بجٹ کے اندر incentive دینا تو دور کی بات ہے ان کو encourage کرنا تو دور کی بات ہے مجھے تو کم از کم اس پورے بجٹ میں ان سمندر پار پاکستانیوں کا تذکرہ کہیں نظر نہیں آیا جو چودہ ارب ڈالر ہر سال آپ کو یہاں بھجواتے ہیں جس کی وجہ سے ہماری معیشت کو کچھ نہ کچھ سہارا ملتا ہے۔ اس کے بعد ہمارے ملک کا جو سب سے بڑا طبقہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک کو چلانے کے لیے ایک انجن ہے، جو اس ملک کی معیشت کو طاقت فراہم کرتا ہے وہ اس ملک کا مزدور ہے، اس ملک کا محنت کش ہے، اس ملک کے اداروں میں کام کرنے والا وہ عام آدمی ہے جن کی تعداد شاید کروڑوں میں ہے اس عام آدمی، اس مزدور، اس محنت کش کا نام بھی اس پورے بجٹ میں مجھے کہیں بھی نظر نہیں آیا۔ ہاں! پاکستان مسلم لیگ (ن) کے منشور میں تو ضرور ہے کہ جناب ہم مزدوروں کی تنخواہ پندرہ ہزار تک لے جائیں گے۔اگر بھائی! پانچ سالوں میں پندرہ ہزار تک لے جانی ہے تو فی الوقت سات ہزار کا difference ہے تو کم از کم پانچ پانچ سو یا ہزار ہزار ہی بڑھا دیتے تو ہم کہتے کہ پانچ سالوں میں آپ اس کو پورا کرسکیں گے۔ اس کا تذکرہ اس میں کہیں بھی نہیں ہے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین! اسی لاکھ اس ملک کے ایسے افراد ہیں جو سرکاری اداروں میں کام کرتے ہیں اور اسی لاکھ افراد کا مطلب ہے کہ اسی لاکھ خاندان۔ ہماری آبادی کا زیادہ جو ratio ہے اگر ہم اس کو چھوڑ بھی دیں اور کم از کم ہم تین آدمی یا چار آدمی کسی ایک فرد کے ساتھ منسلک کردیں تو یہ تعداد تقریباً اڑھائی سے تین کروڑ لوگوں پر مشتمل ہے۔ اڑھائی سے تین کروڑ لوگ ایسے ہیں جن کو یہ توقع ہی نہیں

ہے، وہ یہ سوچتے ہی نہیں ہیں کہ اس ملک کا کوئی بجٹ ایسا بنے گا جس میں ہماری تنخواہوں کے اضافے کا تذکرہ نہیں ہوگا۔ بارہ تاریخ کو جب یہ بجٹ آیا اور اس میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافے کا تذکرہ نہیں تھا تو میں نے کوشش کی کہ میں تھوڑا سا ادھر ادھر سے پرانے سینئر لوگوں سے پوچھوں کہ 2013 میں آنے والے بجٹ سے پہلے وہ کون سا بجٹ تھا جس میں تنخواہوں میں اضافہ نہیں ہوا تھا۔ مجھے کہیں سے کوئی جواب نہیں آیا کہ جناب! دس سال پہلے، پندرہ سال پہلے، بیس سال پہلے کوئی ایک بجٹ آیا تھا جس میں پانچ فیصد، ایک فیصد، چھ فیصد تنخواہوں میں اضافہ نہ کیا گیا ہو۔واقعی یہ بڑا تاریخی بجٹ ہے اور یہ پاکستان کی تاریخ میں بڑے روشن باب کی صورت میں آپ کو نظر آئے گا۔ایک بجٹ اسحاق ڈار صاحب نے پاکستان مسلم لیگ (ن) کی قیادت نے، وزیراعظم نواز شریف صاحب کی حکومت نے دیا تھا جس میں مزدوروں کی تنخواہوں میں ایک روپے کا بھی اضافہ نہیں کیا گیا تھا۔ یہ تو ان کی بڑی مہربانی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت ہی اچھی بات ہے کہ انہوں نے احساس کرلیا کہ ان کو بجٹ بنانے میں غلطی ہوئی ہے۔ انہوں نے اپنی غلطی کو realize کیا، انہوں نے ان غیر دانشمندانہ مشوروں کو تسلیم کیا کہ وہ غلط تھے اور اگلے دن آکر کہہ دیا کہ ہم دس فیصد اضافہ کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ دس فیصد اضافہ بھی کم ہے یہ اضافہ کم از کم پچیس فیصد ہونا چاہیے اس لیے کہ اگر آپ اس ملک کی معیشت کو revive کرنے کی بات کرتے ہیں، آپ اپنے اداروں کو بہتر کرنے کی بات کرتے ہیں تو ان اداروں میں کام کرنے والے لوگوں کو اگر آپ مایوس کریں گے، ان اداروں کو آگے لے کر جانے والے ہاتھوں کو آپ کمزور کریں گے تو آپ اس ملک کی معیشت کو ٹھیک نہیں کرسکتے۔ اگر آپ کی معیشت میں سکت نہیں بھی ہے، ہمارے وقت میں بھی نہیں تھی، ہمارے وقت میں بھی اتنا پیسا نہیں تھا، ہمارے وقت میں بھی خزانہ خالی تھا اور کل ہی یوسف رضا گیلانی صاحب نے کہا ہے کہ جب ہم پہلا بجٹ بنا رہے تھے اور ہم کہہ رہے تھے کہ ہم تنخواہوں میں اضافہ کریں گے تو میرے پاس اسحاق ڈار صاحب آئے تھے کہ جناب خزانہ خالی ہے تنخواہوں میں اضافہ مت کیجئے لیکن ہم نے ان کے مشورے کو سر آنکھوں پر رکھا اور ہم نے کہا کہ مہربانی کیجئے اور پچیس فیصد اضافہ تنخواہوں میں کردیجئے۔ ہم نے اس وقت بھی پچیس فیصد کیا تھا۔

جناب والا! دوسری ایک بڑی عجیب بات ہے۔ میں چونکہ کوئی financial expert or economist نہیں ہوں، میں تو ایک عام سا آدمی ہوں۔ اسحاق ڈار صاحب نے جب کہا کہ ہمارا خسارہ

3rd quarter کی State Bank کی پہلے تین یا چار دن پہلے اس سے تین یا چار دن پہلے State Bank کی 3rd quarter کی report جو مارچ 2013 تک کی ہے وہ جاری ہوئی ہے۔ اس report میں State Bank نے کہا ہے کہ اس مالی سال کے اختتام تک خسارہ 7.5% to 7 ہو گا۔ انہوں نے 8.8% and 8% کا تذکرہ نہیں کیا، وہ کہتے ہیں کہ 7% سے لے کر 7.5% تک خسارہ ہو سکتا ہے۔

جناب چیئرمین! 2008 میں جب ہماری حکومت اقتدار میں آئی تھی تو اُس وقت خسارہ 7.6% تھا جو ہمیں ورثے میں ملا تھا۔ ابھی رحوانہ صاحب کہہ رہے تھے کہ ہمیں ورثے میں جو کچھ ملا ہے ہم تو وہی کہیں گے۔ آج اگر ہم یہ بات مان بھی لیں کہ State Bank اپنی report میں کہتا ہے کہ خسارہ 7% سے لے کر 7.5% تک رہے گا۔ اب اسحاق ڈار صاحب نے اسے 8.8% کیوں بتایا؟ میں جو سمجھ پایا ہوں اور اگر میں غلط ہوں تو کوئی مجھے correct کر دے کہ انہوں نے circular debt کو ختم کرنے کے لیے پانچ سو ارب کی بات کی ہے اور کہا کہ ہم اسے دو مہینوں میں ختم کر دیں گے، اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی نوید سنائی کہ اسی مہینے میں ہم اسے آدھے سے زیادہ ختم کر کے لوڈشیڈنگ کو ختم کر دیں گے، بڑی اچھی بات ہے، اللہ کرے کہ وہ یہ کام کر جائیں لیکن 7.5% to 7 سے لے کر 8.8% لے جانے میں انہیں جو حکومت ملی ہے، یہ ہمارا کیا دھرا نہیں ہے، یہ ان کی حکومت ہے جو خسارہ میں 1.3% اضافہ کر رہی ہے اس لیے کہ انہیں T-bills issue کرنے ہیں۔ پتا نہیں یہ کون سی rocket science انہیں سمجھ آگئی ہے جو ہماری سمجھ میں نہیں آئی کہ جناب ایسے T-bills issue کرو، پیسے لو، اس میں جھونک دو اور circular debt ختم کردو، ہمیں تو اتنی عقل نہیں آئی اور انہیں آگئی ہے لیکن میں minimum بتا رہا ہوں کہ 1.3% اور یہ 1.8% بھی ہو سکتا ہے، اگر State Bank کی رپورٹ کے مطابق اس مالی سال کا خسارہ 7% ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ 8.8% ہے تو 1.8% کا maximum اور 1.3% کا minimum خسارہ وہ میاں نواز شریف صاحب اور اسحاق ڈار صاحب کی اس حکومت کی وجہ سے اس سال کے بجٹ میں شامل ہو گا، اس میں ہمارا کیا دھرا کچھ بھی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! کل میاں رضا ربانی صاحب نے جب تذکرہ کیا کہ آپ نے GST لگا دیا ہے اور انہوں نے privilege motion move کرنے کی بات کی، میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ اسحاق ڈار صاحب نے کہا کہ یہ تو پانچ سال پہلے بھی ہوا تھا اور پتا نہیں یہ تیس سالوں سے ہو رہا ہے، ٹھیک ہے ہو رہا ہو گا۔ جناب والا! اس ملک میں 1973 کا آئین آنے کے بعد جتنی اسمبلیاں آئیں، ان

میں dual nationals بھی آتے رہے، کسی نے نہیں پوچھا، کسی نے تذکرہ نہیں کیا، اس لیے کہ issue raise نہیں ہوا، اس لیے کہ آئین میں لگائی گئی پابندی کسی کو نظر نہیں آئی لیکن جس دن یہ issue take up ہوا اور عدالتوں نے کہہ دیا کہ آپ dual national ہو کر اس پارلیمنٹ کے ممبر نہیں بن سکتے تو نہ صرف انہیں اسمبلیوں سے نکالا گیا بلکہ ان سے recoveries بھی کروائی گئیں، تنخواہیں اور مراعات جو انہوں نے لی تھیں، وہ ساری واپس کریں گے۔ آج اگر ہمیں آئین کے اندر Article 77 نظر آگیا ہے اور یہ issue take up ہو گیا ہے، چیزیں سامنے آگئی ہیں تو پھر آپ پرانی غلطیوں کے پیچھے چھپ کر آئین کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے۔ اس کا کوئی جواز نہیں بنتا کہ جناب چونکہ آپ نے غلط کیا تھا، چونکہ ساری تاریخ میں انہوں نے غلط کیا تھا، اس لیے ہمیں چھوڑ دیجیے۔ پھر تو آپ dual nationals کو بھی چھوڑ دیتے کہ جناب یہ پہلے سے ہو رہا ہے، ہونے دیجیے، ہم amendment کر دیتے ہیں، آئندہ چیزیں ٹھیک کر دیں گے جس طرح کل وہ کہہ رہے تھے کہ ہم ترمیم کر دیتے ہیں۔ اس طرح اپنی خامیوں اور آئینی خلاف ورزیوں کو آپ پرانی غلطیوں کے پیچھے نہ چھپائیں تو آپ کی بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب والا! دوسری ایک بڑی دلچسپ بات ہے کہ ہم نے پچھلے سال RGST کی بات کی تھی کہ ہم بھی economy میں reforms کرنا چاہتے ہیں، معیشت کو آگے لے جانا چاہتے ہیں اور ہم بھی کچھ ایسے steps لینا چاہتے ہیں جس سے معیشت مستحکم ہو، جن کی وجہ سے ہمارا مالی خسارہ ختم ہو جائے، معیشت کی زبوں حالی بہتر ہو جائے لیکن یہ چیز record پر ہے کہ ہمارے ان دوستوں نے یہاں تقاریر کیں اور RGST کی بھرپور طریقے سے مخالفت کی گئی۔ اس حقیقت کے باوجود مخالفت کی گئی کہ اگر RGST نافذ ہو جاتا تو یہ GST جو 16% ہے یہ ایک فیصد کم ہو کر 15% ہو جانا تھا، اس میں ایک فیصد کی کمی ہو جانی تھی۔ اس کے بعد اخبارات میں ایک خبر لگی جس کے بارے میں مجھے نہیں پتا کہ وہ صحیح تھی یا غلط تھی کہ حکومت یہ غور کر رہی ہے کہ RGST کو ordinance کے ذریعے نافذ کر دیا جائے۔ جناب والا! یہاں کھڑے ہو کر پھر تقاریر کی گئیں، اس کی پھر مخالفت ہوئی کہ جناب پارلیمنٹ کی موجودگی میں، ایوان کے ہوتے ہوئے، منتخب نمائندوں کے ہوتے ہوئے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ RGST کو صدارتی ordinance کے ذریعے نافذ کر دیں۔ میں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ PML (N) کی پچھلی حکومت نے ہی GST introduce کروایا تھا، جس RGST کی یہ مخالفت کر رہے تھے، اصل میں یہ انہی

کا لایا ہوا ایک نیا ٹیکس تھا جو انہوں نے introduce کروایا۔ اس وقت انہوں نے کوشش کی کہ ہم GST میں ایک فیصد اضافہ کر دیں، اس کی مخالفت ہوئی اور اس مخالفت کے بعد GST میں ایک فیصد اضافہ صدارتی ordinance کے ذریعے کیا گیا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب آپ حکومت میں ہوں تو GSTصدارتی ordinance کے ذریعے لگانا بھی ٹھیک، GST کی شرح میں اضافہ کرنا بھی ٹھیک، بجلی کی قیمتوں میں اضافہ کرنا بھی ٹھیک، لوگوں کی تنخواہوں میں اضافہ نہ کرنا بھی ٹھیک، مہنگائی کرنا بھی ٹھیک۔ FATA, KPK, PATA,صرف KPK کے تیرہ اضلاع ایسے ہیں جن کو exemption دی گئی تھی اور اس کے اسباب تھے کہ وہاں جنگ کی حالت ہے، وہاں لوگ اپنی industries نہیں چلا سکتے، وہاں industries بند ہو رہی ہیں۔ وہاں لوگوں کی معیشت تباہ ہو رہی ہے تو حکومت نے انہیں ایک incentive دیا، ایک relaxation and exemption دی کہ ہم آپ کو یہ سہولت دیتے ہیں کہ آپ اپنے ادارے چلائیں، انہوں نے یہ سہولت بھی واپس لے لی، یہ بھی ٹھیک ہے لیکن اگر یہ اپوزیشن میں ہوں اور ہم حکومت میں ہوں تو RGST لگانا بھی جرم، VAT لگانا بھی جرم، ٹیکس کو کم کرنا بھی جرم، لوگوں کی تنخواہوں میں 20%اضافہ کرنا بھی جرم، بجلی کی قیمت بڑھائیں تو وہ بھی جرم، اگر circular debt کو ختم کرنے کی کوئی کوشش کریں تو وہ بھی بری بات۔ اگر آپ حکومت میں ہیں تو یہ ساری چیزیں جائز ہیں، اگر کوئی اور حکومت میں بیٹھا ہے تو یہ ساری چیزیں حرام ہو جاتی ہیں۔ اس لیے ان تضادات کو درست کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین! میں نے پہلے PML (N) کا منشور نہیں پڑھا تھا۔ جب یہ بجٹ آیا تو میں نے internet سے اس کی کاپی نکالی اور میں نے کہا کہ دیکھوں تو سہی کہ انہوں نے ٹیکس لگانے کی بات کی ہو گی، انہوں نے GST بڑھانے کی بات کی ہو گی، انہوں نے بجلی کے نرخ بڑھانے کی بات کی ہو گی، ظاہر ہے انہوں نے منشور میں بہت ساری باتیں کی ہوں گی اور جب آدمی حکومت میں آتا ہے تو اپنے منشور پر عملدرآمد کرنے کی کوشش کرتا ہے اور وہ وعدے پورے کرنے کی کوشش کرتا ہے جو انہوں نے اپنے منشور میں کیے ہوتے ہیں۔ جناب والا! اس میں یہ لکھا ہے کہ ہم direct taxes کی طرف جائیں گے اور indirect taxes کو discourage کریں گے۔ اب مجھے یہ سمجھا دیں کیونکہ میں نے پہلے ہی کہا کہ میں کوئی economist or expert نہیں ہوں کہ GSTاور income tax کےslabs میں اضافہ کیا گیا ہے تو کیا یہ کوئی direct taxes ہیں؟ کیا جو بے چارے لوگ اس وقت ٹیکس دے رہے

ہیں، ان پر ٹیکس کا مزید بوجھ ڈالنے کے علاوہ کوئی چیز ہے؟ یہ confusion میرے ذہن میں ہے اور میرا کوئی دوست یہ confusion دور کردے۔ اسحاق ڈار صاحب نے اس دن briefing میں ٹھیک کہا کہ جو لوگ پینتیس پینتیس، پچاس پچاس، ساٹھ ساٹھ لاکھ تنخواہ لے رہے ہیں اور میں ان سے ٹیکس کیوں نہ لوں۔ بڑی اچھی بات ہے لیکن جناب آپ نے کہا تھا کہ ہم tax net کو بڑھائیں گے، آپ نے کہا تھا کہ ہم نئے لوگوں کو tax net میں شامل کریں گے لیکن آپ نے اس کا کوئی تذکرہ نہیں کیا اور پھر وہی روایتی طریقہ کار کہ جو لوگ پہلے ہی ٹیکس دے رہے ہیں، اگر ایک آدمی کی تنخواہ پینتیس لاکھ ہے، پچاس لاکھ ہے، ساٹھ لاکھ ہے اور وہ اس ملک میں موجود قانون کے مطابق اچھا خاصا ٹیکس دے رہا ہے اور اگر یہ جرم ہے اور آپ اپنی نالائقیوں اور نااہلیوں کو صرف انہی سے پیسے recover کر کے پورا کرنا چاہتے ہیں تو ایک چیز ذہن میں رکھیے کہ اس کا نقصان کیا ہو سکتا ہے؟ جہاں تک میں نے information collect کی ہے کہ یہ تین چار ہزار لوگ بتا رہے تھے کہ یہ صرف تین چار ہزار لوگ ہیں لیکن ان میں اکثریت professional لوگوں کی ہے، وہ professionals یا تو اچھے bankers ہیں، IT کے experts ہیں یا اپنے شعبوں کے ماہرین ہیں۔ اگر آپ ان لوگوں کا اس ملک میں جینا محال کر دیں گے تو وہ میری طرح بے کار نہیں ہیں کہ کچھ بھی ہو جائے، رہنا ہی یہیں ہے، ان کے پاس اچھی اچھی offers ہوتی ہیں، اگر آپ یہ چیز کریں گے تو یہاں سے اچھے اچھے ذہن، یہاں کے اچھے اچھے لوگ، یہاں کے اچھے اچھے professionals جو پہلے ہی بڑی تعداد میں ملک کو چھوڑ کر چلے گئے ہیں، ان کی تعداد میں اضافہ ہو جائے گا۔

Mr. Chairman: Thank you.

سینیٹر سعید غنی: جناب ابھی پندرہ منٹ نہیں ہوئے، صرف دس منٹ ہوئے ہیں۔ میں نوٹ کر رہا تھا، میں نے گھڑی سے وقت نوٹ کیا تھا۔ گزارش ہے مجھے صرف پانچ منٹ اور دے دیں۔

Mr. Chairman: You have consumed 17 minutes.

سینیٹر سعید غنی: میں نے پہلے گھڑی دیکھی تھی اور اس کے بعد میں کھڑا ہوا تھا۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے stop watch خراب ہے پھر، آپ والی ٹھیک ہے۔

سینیٹر سعید غنی: ہاں اس میں خرابی ہے، اس میں problem ہے۔ایک بڑی عجیب بات ہے کہ ہمارے دور کے آخری چند ماہ میں یہ بات سامنے آئی کہ کوئی amnesty scheme لا رہے ہیں۔ تیس لاکھ سے زیادہ لوگ شاید ایسے ہیں جن کو ہم اس نیٹ میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ اس کی بڑی مخالفت ہوئی اور بڑی لے دے ہوئی اور میں بھی بڑا upset تھا کہ یہ غلط چیز ہے، نہیں ہونی چاہیے۔میں نے ایف بی آر کے لوگوں سے بات چیت کی کہ بھئی آپ کیا چیز لے کرآ رہے ہیں؟ تماشا بنا ہوا ہے کہ آپ ان لوگوں کو جو لاکھوں کما رہے ہیں ان کو آپ ایسے ہی چھوڑ رہے ہیں۔ انہوں نے جو جواز پیش کیا، جس کی مجھے جو کچھ تھوڑی سی سمجھ آئی کہ انہوں نے کہا کہ یہ تیس لاکھ سے زیادہ لوگ ہیں اور ہمارے پاس اتنی capacity نہیں ہے اور ہمارے پاس اتنا mechanism نہیں ہے کہ ہم ان تیس لاکھ لوگوں کو گرفتار کریں یا ان پر چھاپے ماریں اور ان کو پکڑ کر جیلوں میں ڈالیں اور ان پر جرمانے لگائیں تا کہ ہم انہیں ٹیکس نیٹ میں لاسکیں۔ راستہ ہمارے پاس ایک ہے اور detail ہمارے پاس موجود ہے کہ ہم ان کو issue notices کردیں کہ آپ پر اتنا ٹیکس بنتا ہے وہ آپ آکر دے جائیں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے کردیں۔کہنے لگے کہ نہیں، دو چیزیں اس میں بھی ہیں۔ ایک، یا تو ہمارے ادارے میں کرپشن ہے، ہمارا سسٹم خراب ہے۔ ہمارے لوگ ان سے پیسے لیں گے اور ان کی جان چھوڑ دیں گے اور ان کو clear کر دیں گے۔

دوسرا یہ ہے کہ بہت سارے لوگ عدالتوں میں چلے جائیں گے اور ابھی بھی عدالتوں میں سینکڑوں ارب روپے tax recovery کے pending cases ہیں، یہ بھی چلے جائیں گے اور ہمارے پلے کچھ نہیں آئے گا۔ لہٰذا ہم کوشش یہ کر رہے ہیں کہ ان پر اتنا ٹیکس لگائیں کہ وہ رشوت دیں تو وہ بھی اس سے زیادہ ہو اور اگر وکیل کی فیس دیں تو تب بھی اس سے زیادہ ہو۔ اس لیے ہم ان دونوں چیزوں سے کم پیسے لے کر ان کو اپنے پاس رجسٹر کرکے اپنے سسٹم میں لانا چاہتے ہیں تا کہ ایک دفعہ اگر ہمیں ان سے دوچار پانچ ارب روپے بھی مل جائیں تو ٹھیک ہے لیکن اگلے سال ہم ان سے سو ارب، دوسوارب، چارسوارب لے لیں گے۔ یہ ایک ان کا argument تھا۔ PML(N) کی حکومت نے خیر اس کو نہیں کیا لیکن ان لوگوں کو ٹیکس نیٹ میں لانے کے لیے انہوں نے کوئی اور راستہ بھی نہیں بتایا کہ ہم کس طرح سے ان تیس پنتیس لاکھ لوگوں کو اپنے نیٹ میں لے کرآئیں گے۔

Mr. Chairman: Saeed Ghani *Sahib* you have consumed 20 minutes, this stop watch is saying. Kindly conclude now. Raza Rabbani *Sahib*, this was decided in Business Advisory Committee. Kindly, it must be intimated to all the members.

سینیٹر سعید غنی: جناب، میں صرف دو باتیں مزید کروں گا، میں مختصر کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: اب conclude کر لیں دوسرے ممبران بھی ہیں۔

سینیٹر سعید غنی: میں ختم کررہا ہوں، میں ختم کررہا ہوں۔ بہت ساری باتیں اور بھی ہیں لیکن میں ان کو چھوڑ دیتا ہوں۔ صرف ایک دو باتیں کہہ لوں۔

ایک تو بجٹ کے حوالے سے دوبارہ privatization کی بات کی گئی ہے کہ ہم privatization کریں گے اور جو ادارے خسارے میں ہیں ان کو ہم لوگوں کو دے دیں گے۔ جب 1990 میں میاں صاحب کی حکومت آئی تھی تو اس وقت بھی یہ بات کہی گئی تھی کہ جی ہم خسارے میں چلنے والے اداروں کی privatization کریں گے لیکن آغاز ان اداروں سے ہوا جو منافع میں چل رہے تھے اور وہ ادارے ان لوگوں کو دیے گئے جو ان کے قریبی تھے اور جس طرح دیے گئے اس بارے میں میرے پاس نیب کی ایک انکوائری رپورٹ پڑی ہے اگر آپ دیکھنا چاہیں گے تو میں دکھا بھی دوں گا۔

Mr. Chairman: Thank you.

سینیٹر سعید غنی: جناب ایک منٹ۔

Mr. Chairman: Thank you, after 15 minutes, I have been requesting you that kindly conclude it. I have vast list of the members. This is last time

ورنہ میں آپ کا مائیک بند کر دوں گا۔

سینیٹر سعید غنی: بالکل ٹھیک ہے جناب۔ ابھی جیسے کریم خواجہ صاحب نے ذکر کیا اور انہوں نے صرف یہ کہا کہ سندھ اسمبلی کا ایک قانون تھا جس کو انہوں نے رد کیا ہے۔ بات اتنی سیدھی نہیں ہے جناب اور میں آج آپ کو یقین سے کہہ رہا ہوں کہ مجھے کراچی میں امن و امان کی صورت حال ٹھیک ہوتی نظر نہیں آ رہی اور نہیں ہو گی جیسا کہ سپریم کورٹ کی judgment بھی آئی ہے۔ اس کا سبب کیا ہے، انہوں نے کہا ہے کہ 1994 سے لے کر آج تک جتنے پولیس افسران کو out of turn promotions دی گئیں ہیں ان سب کو واپس کرو، یہ میں 1994 کی بات کر رہا ہوں۔ ان promotion لینے والوں میں فاروق اعوان کا نام ہے اور چوہدری اسلم، راجہ عمر خطاب، راؤ انوار اور فیاض خان کے نام ہیں۔ جناب یہ وہ پولیس افسران ہیں جن کے گھروں پر خود کش حملے ہوئے ہیں، جن پر چار چار بم مارے گئے ہیں، جن کے بچوں پر attack ہوئے ہیں اور اگر یہ دہشت گردوں کا مقابلہ کرتے ہیں اور حکومت ان کو promotion نہیں دیتی ہے تو معاف کیجئے کہ پہلے ہی سپریم کورٹ کے رویے کی وجہ سے کراچی اور سندھ کی پولیس demoralize ہو گئی ہے اور اب جو فیصلہ آیا ہے اس میں انہوں نے آخری کیل ٹھونک دی ہے۔

جناب چیئرمین: اذان شروع ہو گئی ہے۔

سینیٹر سعید غنی: اذان کے بعد بات کرلوں گا۔

(اس مرحلے پر ہاؤس میں اذان ظہر سنائی دی)

Mr. Chairman: Yes, Hamza *Sahib*.

سینیٹر سعید غنی: جناب ایک منٹ مزید دے دیں۔

Mr. Chairman: You have contradicted the verdict of the House and the Chair and you must realize that. We have a stop watch over here and you are contradicting it. I have been watching, Abbas Khan left the floor at 1.20 and thereafter, I gave you the floor and you are objecting to what I am saying over there. Yes, Hamza *Sahib*.

سینیٹر حمزہ: جناب چیئر مین! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر گفتگو کرنے کا موقع دیا۔ عرض یہ ہے کہ جناب اسحاق ڈار صاحب نے اس بجٹ میں بہت اچھی تجاویز رکھی ہیں لیکن ایک چیز یا ایک مسئلہ جس کی طرف انہوں نے بالکل کوئی توجہ نہیں دی اور جس کی اس ملک میں بہت بڑی ضرورت ہے وہ زرعی انکم ٹیکس کا نفاذ ہے۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ زرعی انکم ٹیکس تو صوبائی حکومتیں لگاتی ہیں لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم انکم ٹیکس زیادہ سے زیادہ لوگوں سے وصول کرنا چاہتے ہیں۔ جب بھی ہم انکم ٹیکس وصول کرتے ہیں تو انکم ٹیکس ادا کرنے والے یہ کہتے ہیں کہ ہمیں ہماری آمدنی کی زیادہ رقم زرعی ذرائع سے حاصل ہوئی ہے۔ یہ ایک چور دروازہ ہے جو اس وقت اس ملک میں موجود ہے اور تمام کی تمام حکومتیں آج تک زرعی انکم ٹیکس نہیں لگاتی رہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارا انکم ٹیکس لگانے کا نظام بالکل ادھورا اور نامکمل ہے بلکہ یہ ایک چور دروازہ ہم نے اس کے لیے رکھا ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم زرعی انکم ٹیکس لگائیں گے تو اس میں بہت سی قباحتیں ہیں لیکن اس کا سب سے آسان طریقہ یہی ہے کہ ہم producing index number کے مطابق زرعی ٹیکس وصول کریں اور جن لوگوں کی آمدنی producing index number سے زیادہ ہو وہ انکم ٹیکس ادا کریں۔ اس طرح ہم ہزارہا نہیں بلکہ لاکھوں لوگوں کو انکم ٹیکس نیٹ میں لے آئیں گے۔ ہمارا زراعت کا شعبہ جس پر پاکستان کی ساٹھ فیصد آبادی انحصار کرتی ہے، وہ اس قومی فریضہ کو ادا کرنے میں بہت اہم role ادا کرے گا۔

جناب چیئر مین! عرض یہ ہے کہ میں دوسری جانب سے یہ بات سنتا رہا ہوں کہ حکومت کی تحویل میں جتنے بھی ادارے تھے وہ زیادہ تر خسارے میں جاتے ہیں۔ ہمیں اس بات کا احساس ہونا چاہیے جب کوئی شخص ہمارے پاس ملازمت کے لیے آتا ہے تو ہم اسے کہتے ہیں کہ ہم آپ کو کسی پرائیویٹ کارخانے میں ملازمت دلادیتے ہیں تو کوئی شخص پرائیویٹ ادارے میں جا کر کام کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہاں جا کر کام کرنا ہوتا ہے۔ ہماری جو پہلی حکومتیں تھیں جتنے بھی سرکاری تحویل میں ادارے تھے تقریباً 200 ارب روپے کا وہاں پر خسارہ رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے وہاں پر اتنے زیادہ لوگوں کو بھرتی کیا ہوا ہے کہ وہ ادارے ان کی تنخواہوں کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتے۔ چاہے وہ ہماری سٹیل ملز ہے، چاہے وہ ہمارا PIA ہے۔ جتنے بھی سرکاری تحویل میں ادارے ہیں اس بوجھ کی وجہ سے وہ مر رہے ہیں بلکہ وہ سارے کے سارے پاکستان کی قوم کے اوپر بہت

بڑا بوجھ ہے۔ میں حکومت سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ پرائیویٹائزیشن کا جو process ہے اس کو آگے بڑھائیں اور اگر وہ قومی تحویل میں ہیں تو اس میں جہاں بھی نقائص ہیں ان کو رفع کریں۔ ایک ایسا وقت بھی تھا کہ سٹیل ملز چل رہی تھی، سٹیل ملز کے چلانے والے جنرل منیجر وغیرہ بڑے دیانتدار لوگ تھے۔ وہی سٹیل ملز جو کروڑوں روپے کا خسارہ برداشت کر رہی ہے وہ منافع بخش ادارہ بن گئی تھی۔ بلکہ ایک سٹیل ملز کے ٹھیک طور پر چلنے سے جو سینکڑوں subsidiary انڈسٹریز ہیں جس میں لاکھوں لوگ کام کرتے ہیں وہ وجود میں آئیں گی اور قوم کو ترقی نصیب ہو گی، ملک میں industrialization ہو گی جس کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ پاکستان تو حقیقتاً ایک زرعی ملک بن گیا ہے۔ صنعت کے اوپر نہ ہمارا کوئی انحصار ہے اور نہ ہم اس کو اولیت یا فوقیت دے رہے ہیں، نہ ہم اس کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔ جب تک ہم اس کی حوصلہ افزائی نہیں کریں گے ہم بے روزگاری کو رفع نہیں کر سکتے، قومی پیداوار کو نہیں بڑھا سکتے، اپنی برآمدات کو بڑھا نہیں سکتے۔ اس کی بہت بڑی ضرورت ہے اور ساتھ ہی ساتھ ڈار صاحب نے جو کہا ہے کہ ہم circular debt کو ختم کر دیں گے۔ اس پر قیاس کیا گیا ہے کہ ایک بار تو آپ circular debt کو ختم کریں گے۔ میں حیران ہوں جو اس وقت بجلی کا بحران ہے اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ 503 billion روپے کا جو circular debt تھا وہ اس کو ادا نہیں کر سکے۔ کیوں نہیں ادا کر سکے؟ حقیقت یہ ہے کہ اگر آپ نے بجلی کے محکمے کو ٹھیک طور پر چلانا ہے تو اس کے جو لوازمات ہیں آپ ان کو پورا کیجیے۔ اگر پورا کرنے میں کوئی قباحت ہے تو جو بھی قباحت ہے اس کو ہٹائیے۔ آج حقیقت یہ ہے کہ موجودہ حکومت اگر برسر اقتدار آئی ہے تو اس میں بجلی کے بحران کا بہت بڑا دخل ہے۔ پیپلز پارٹی کی حکومت کو لوگوں نے اس لیے ووٹ نہیں دیے کہ لوگوں کو بجلی میسر نہیں ہے اور ساری قوم بجلی کے بحران کی وجہ سے مصیبت میں گرفتار ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ڈار صاحب نے جو تجاویز دی ہیں، انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہمیں جو بجلی کے وصولی کے انتظامات ہیں وہ بھی ہمیں مکمل طور پر کرنے چاہیے تھے۔ بجلی کے bill کیوں نہ وصول کیے جائیں، line losses زیادہ کیوں ہوں، اگر حکومت ہے، حکومت نے تو ادارہ چلانا ہے، قومی ضرورت کو مہیا کر رہا ہے تو اس کی چوری بھی تو چھپی نہیں ہوتی، کھلی چوری ہوتی ہے اس کے روکنے کا انتظام ہونا چاہیے اور ساتھ ساتھ بجلی پیدا کرنے کے لیے جو نئے ذرائع ہیں، نئے طریقے ہیں اور نئے projects ہیں ان پر ہمیں عمل درآمد کرنا چاہیے۔ اس میں یہ کہا گیا ہے

work on energy mix moving towards less expensive fuel such as coal and alternative energy with the fast track for the medium to long−term planning of building water reservoirs to improve hydel electricity generation.

ہمارے بجلی پیدا کرنے کے جو روایتی طریقے ہیں ان میں سب سے اہم ذریعہ جو ہے، ہمارے پاس خیبر پختونخوا میں سینکڑوں ایسی جگہیں ہیں جہاں ہم hydel بجلی پیدا کر سکتے ہیں اور hydel بجلی سب سے زیادہ سستی ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان تمام ذرائع اور مواقع سے فوری طور پر فائدہ اٹھانا چاہیے۔

جناب چیئرمین! جناب وزیر اعظم نے بہت سے ایسے اقدامات کیے ہیں جیسا کہ انہوں نے VIP culture کو بھی ختم کیا ہے اور انکم سپورٹ پروگرام کو بھی تقویت دی ہے اور اس کے لیے زیادہ فنڈز رکھے ہیں۔ میں جناب ڈار صاحب کو اس کی داد بھی دیتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ انکم سپورٹ پروگرام میں جو ایک ہزار روپے کی رقم تھی اس کو بڑھا کر 1200 روپے کر دیا گیا ہے۔ یہ بہت ہی احسن اقدام ہے اور ساتھ ہی ساتھ جو ہمارے ہاں ایک رواج ہے کہ ہم ملازمتوں کے پیچھے بھاگتے ہیں اور ہم پرائیویٹ کاروباری ادارے چلاتے ہی نہیں ہیں تو اس بجٹ میں یہ تجویز دی گئی ہے کہ ہم Small Business Finance Corporation کے ذریعے لوگوں کو 8 فیصد پر قرضے دیں گے تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ اپنے کاروبار کو چلا سکیں۔ تو اس طرح جتنے بھی زیادہ کاروبار چلیں گے اس سے بے روزگاری دفع ہو گی اور لوگوں میں خوشحالی آئے گی۔ جناب وزیر اعظم نے ملک میں معاشی حالت بہتر بنانے کے لیے جو اقدامات کیے ہیں ہم نے اگر ایسا کیا تو بیرون ملک سے جو رقومات ہمیں وصول ہو رہی ہیں اس میں بھی ہمارا خاطر خواہ اضافہ ہوگا۔ جتنی رقومات باہر سے آئیں گی اس سے ہمارے Foreign Exchange میں اضافہ ہوگا۔ اس وقت ہماری حالت یہ ہے کہ ہم IMF سے قرضے لے کر اپنا گزر اوقات کرتے ہیں، ہمیں چاہیے کہ ملکی پیداوار زیادہ سے زیادہ بڑھائیں اور ملک کی exports کو زیادہ سے زیادہ بڑھائیں، اس سے پاکستان میں خوشحالی بھی آئے گی اور پاکستان ایک آزاد اور خود مختار ملک بننے کی طرف آگے بڑھتا رہے گا۔

میں سمجھتا ہوں کہ اسحاق ڈار صاحب نے جو بجٹ ایوان میں پیش کیا ہے وہ انتہائی خوش آئند ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ میں کہوں گا کہ جو کچھ بھی اس وقت ملک میں ہو رہا ہے، خاص طور پر بلوچستان میں جو کچھ ہو

رہا ہے یا کوئٹہ میں جو کچھ ہوا ہے یا کراچی میں جو کچھ ہوتا رہتا ہے یا خیبر پختونخوا میں جو دہشت گردی ہوتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں ایک آزاد اور خود مختار ملک کی حیثیت سے جو حالات تھے وہ دہشت گردی نے بہت زیادہ بگاڑ دیے ہیں۔ کوئی انسان کسی جگہ محفوظ نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! آپ اندازہ لگائیں کہ ہمارے سابق وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کے بیٹے کو ملتان سے اغواء کیا گیا ہے اور پتا چلا ہے کہ اس کو اغوا کر کے قبائلی علاقے میں لایا گیا ہے۔ جناب! اگر سابقہ وزیر اعظم محفوظ نہیں تو سارا پاکستان محفوظ نہیں۔ کوئٹہ میں جس طرح بچیوں پر حملہ کیا گیا، ہسپتال میں جا کر حملہ کیا گیا، اس دہشتگردی میں وہاں کا ڈپٹی کمشنر اللہ کو پیارا ہو گیا ہے، اس سے بڑھ کر پاکستان کے حالات برے کیا ہو سکتے ہیں۔اس طرح ہماری معیشت کو بہتر بنانے والے جتنے اقدامات ہیں وہ سارے کے سارے دھرے کے دھرے رہ جائیں گے۔ ہمیں چاہیے کہ اس دہشتگردی کو ختم کرنے کے لیے پوری قوم کو اور فوج کو اپنے ساتھ ملا کر اس کا خاتمہ کریں۔ یہ اس وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ جناب چیئرمین! میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: عبدالنبی بنگش صاحب۔ اس کے بعد نزہت صادق صاحبہ۔

Resolution:

Quetta Incident, Killing of Female Students

سینیٹر نزہت صادق: جناب چیئرمین شکریہ۔ میں پورے ہاؤس کی طرف سے بلوچستان کے واقعہ پر ایک قرارداد move کرنا چاہتی ہوں۔

ہم Senate of Pakistan کوئٹہ کے حالیہ سانحے میں جان بحق ہونے والی بچیوں کے والدین کے ساتھ مکمل یکجہتی کا اظہار کرتے ہیں اور ہم یقین دلاتے ہیں کہ پاکستان بھر کی خواتین بلوچستان کی بہادر خواتین اور بچیوں کے ساتھ ہیں۔ ہم اس دہشتگردی کے واقعے کی بھرپور مذمت کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور سب پاکستانی بچیوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ آمین۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: The resolution has been moved by Senator Nuzhat Sadiq. Now I put the same before the House.

(The resolution was adopted unanimously)

Mr. Chairman: The resolution is adopted. The House stands adjourned to meet again on Monday the 17th June, 2013 at 4.00 P.M.

[The House was then adjourned to meet again on Monday the 17th June, 2013 at 4.00 P.M]